UNIVERSAL LIBRARY
OU_222650
UNIVERSAL LIBRARY

الحمد للہ والمنہ

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ
عثمانیہ
۲

دیوان سوم

موسوم باسم تاریخی

مضمونہائے دلکش

۱۳۰۶ھ

و نیز تاریخی

خیالات بیمثال

از تصنیف

سرآمد سخنوران باکمال فخر شعراے ماضی و حال
حکیم سید ضامن علی صاحب جلال سلمہ اللہ ذوالجلال

انوری پریس لکھنؤ گولہ گنج میں چھپکر شائع ہوا

ان من الشعر لحکمۃ

الحمد للہ المتعال کہ ارژنگ نقش نگر خیال و نیرنگ طلسم سحر حلال یعنی

دیوان سوم جناب جلال

موسوم باسم تاریخی

مضمونہائے دلکش ۱۳۲۶ھ

و نیز تاریخی

خیالات بے مثال

من تصنیف استاد اہل کمال فخر شعرائے ماضی و حال حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی دام فیضہم

در مطبع انوار محمدی لکھنؤ واقع گنج بزیور طبع آراستہ و بحلیہ انطباع پیراستہ شد

قصائد در مدح پنجتن پاک علیہم السلام

قصیدہ در نعت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہون وہ دیوانہ جو دیکھے مری شوریدہ سری — حور دلدادہ ہو سو جان سے عاشق ہو پری

پھاڑ ڈالے آپ وہ پیراہن زیبا اپنا — دیکھتے حضرت یوسف جو مری جامہ دری

چھوڑ کر شمع کو پروانہ ہو پروانہ مرا — کبھی دکھلاؤن اگر جلوۂ سوز جگری

تاب نظارے کی خورشید قیامت بھی نہ لائے — داغ کو عشق حقیقی کے جو دون جلوہ گری

اذن نالے کا جو دے شور محبت مجھکو — حشر ہو گوشہ نشین چھپتی پھرے فتنہ گری

آہ اگر سینۂ پرسوز سے اپنے کھینچون — دھوئین اوڑ جائین ترے اے فلک نیلوفری

ٹھنڈی سانسون کی دکھاؤن جو کسی دن تاثیر — سرد ہو گرمیِ بازار نسیم سحری

انھین آہون سے تعلق نہین ناکامی کو — انھین نالون سے غرض رکھتی نہین بے اثری

کون سی دل مین اثر کرتی نہین میری فغان
عرش اعظم کو ہلاتی ہے مری نوحہ گری

جو نہ ان ہو جو کبھی سیلِ سرشکِ حسرت
کشتیِ چرخ کو لیے ڈوبے ان آنکھو نکی تری

دائم اپنے شجرِ عشق کو پاتا ہون نہال
اسکی ہر شاخ ہمیشہ نظر آتی ہے ہری

دور رہتی ہی گلستان سے مرے بے برگی
بار پاتی نہین گلشن مین مرے بی ثمری

نام جسکا خرد و ہوش وہ سودا ہے مرا
عین جمعیتِ خاطر مری آشفتہ سری

عقل کل کو کرتی ہے ہشیار مری بیہوشی
دل کو کرتی ہے خبردار مری بیخبری

لاکھہ سامانون سے بڑھکر مری بیسامانی
پر پرواز سے بہتر مجھے بے بال و پری

اپنے مٹ جانے کو مین جانتا ہون اپنی نمود
بی نشانی ہی مری میرے لیئے ناموری

نام جسکا ہی فنا عین بقا ہی وہ یہان
موت کہتے ہین جسے ہی وہ حیاتِ خضری

سیر کی وادی مین بھٹکتا نہین ہرگز رہرو
سیر کی منزل مین پریشان نہین ہوتا سفری

مین جو خود گم ہون خدا جانے کہ ہی کسکی تلاش
ڈھونڈھتی ہے کسی جلوے کو پریشان نظری

سر مین سودا ہی مرے اسکی قدم بوسی کا
خاکِ پا جسکی ملائک کو ہے کحل البصری

اوسکے دیدار کی حسرت نگہِ شوق کو ہے
جسکی طلعت ہی فروغِ نظرِ حور و پری

اس تجلی کی ہین مشتاق یہ دونون آنکھین
جسکے آگے مہ و انجم ہین چراغِ سحری

وہ تجلی جو تجلی ہے فروغِ کونین
کونسا جلوہ جو ہے جلوۂ خیر البشری

خسروِ کون و مکان باعثِ خلقِ دوجہان
دُرّة التاج شرف افسرِ والاگہری

نور کا جسکے ہوا پہلے ہر اک شی سے ظہور
پیشتر جسکی دو عالم سے ہوئی جلوہ گری

عرش و کرسی تھی نہ لوح و قلم و طوبی و خلد
نہ ملائک تھے نہ جن و بشر و حور و پری

نہ فلک تھے نہ ستارون کا فلک پر تھا وجود
شمس کی تھی نہ تجلی نہ فروغِ قمری

ایک کا بھی نہ نشان صفحۂ ہستی پر تھا
نامِ نامی ہی سے ان سبکو ملی ناموری

مطلع دوم

جبکہ از روشنیِ طلعتِ خیر البشری
طور پر بھی رخِ انور ہی کی تھی جلوہ گری

ذاتِ پاکِ شہ لولاک ہے عالم افروز
ختم اسی پر ہوئی کونین مین روشن گہری

دشتِ ایمن کے شجر پر جو یہ نور آ چمکا
یون وہ تابندہ ہوا جیسے عقیقِ شجری

کفِ موسی اسی تنویر کی تھی دست نگر
رخِ یوسف کو اسی نور نے دی جلوہ گری

خضر و الیاس بھی ہین بہرہ ور فیضِ جناب
آپ نے انکو کیا مالکِ خشکی و تری

منکرِ دین مبین کیون نہون انگشت نما
روشن آفاق مین ہے معجزۂ شق القمری

رجعتِ شمس کا اعجاز ہے شاہد اسکا
مرجعِ عالم بالا بھی ہے والانظری

سنگریزون کو نبوت کی گواہی کے لیے
ملگیا آپ کے اعجاز سے نطقِ بشری

آپ کے ہین قدم سے شبِ معراج ملا
تاجدارانِ فلک کو شرف تاجوری

حبذا رخشِ فلک سیر نبی کی سرعت
ہوش اوڑتے تھے فرشتون کے دم تیز پری

جوہرِ تیغ وہ جنسے نہ لڑا سکتے تھے آنکھ
صفدر و صف شکن و معرکہ آرا و جری

تھے جو گمراہ ہوے فیضِ ہدایت سے وہ خضر
رہنمائی اسے کہتے ہین اسے راہبری

واہ رے شانِ کرم واہ رے رحمت کی نگاہ
ہوگئے کتنے گنہگار گناہون سے بری

نظرِ لطف سے جو دفترِ عصیان گذرا
وہ جریدے کا جریدہ تھا سراپا نظری

دیکھنا گرم جو بازارِ شفاعت کا ہوا
جنتی حشر مین ہوجاتے ہین کتنے سقری

قطعہ

ذکرِ محبوبِ الٰہی جو چمن مین آجاے
بلبلین نعت سرا ہون عوضِ نوحہ گری

طوطیِ سدرہ بھی پڑھنے لگے کلمہ انکا
دم بھرے باغِ محمد کا نسیمِ سحری

ختم کر صلِ علے پڑھکے قصیدہ کو جلال
ہوچکا حوصلۂ مدحتِ خیر البشری

کسکو کونین مین ہے نعت سرائی کی مجال
نہ یہ تابِ ملکی ہے نہ یہ حدِ بشری

عرض کر پھر بصد الحاح کہ اے شافعِ حشر
کیجیو روزِ جزا مجکو گناہون سے بری

مین بھی ہون باغِ رسالت کا تمھارے بلبل
باغِ عالم مین مری شاخِ تمنا ہو ہری

قصیدہ در منقبت حضرت علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا

لا چکا رنگ بہت اے فلکِ نیلوفری
رنگ کھلائیگی کہانتک یہ تری فتنہ گری

تازہ نیرنگ دکھائیگا مجھے تو کبتک
تا کجا اُتریگی شیشہ مین تری طرفہ پری

خوب اوڑائے دلِ آزار رسیدہ کے دہوین
رہ چکا خوب تماشائی دو دِ جگری

نارسائی مری آہونکی بہت دیکھ چکا
سُن چکا نالون سے اکثر گلہ بے اثری

حال سے اپنے خبردار کیے دیتا ہون
دیکھ ہشیار ہو اچھی نہین یہ بیخبری

اب دیا رنج تو پہونچیگی تجھے بھی کلفت
چٹکیان لیگی ترے دل مین مری نوحہ گری

یون نظر آئیگا تو جیسے کہ دریا مین حباب
موجزن ہوگئی جس دن مری آنکھونکی تری

ہمہ تن آبلہ ہو جائیگا پیدا در سے
پھونکیگی تجھکو جو کہین گرمیِ سوزِ جگری

آ ذرا ہوش مین دیوانہ سمجھا ہے کسے
زیب دیتی نہین مدہوشیِ پیرانہ سری

دیکھ کر مجھکو پریشان نہ خوش ہو اتنا
کہین عارض ہو تجھے خود نہ پریشان نظری

کیا مٹاتا ہے مجھے آپ ہی مٹ جائیگا کہین
بی نشان ہونے کو سمجھا ہے مگر ناموری

جانتا کیا ہے مرے حسب کو تو بر سرِ راہ
دور تیرا ابھی ہے آفاق سے اکدن سفری

زعم مین تیرے یہ ہنگامہ مری تنگی سے تمام
میرے نزدیک ہے تیری ہی نکبتی سپری

ہو نشین ثابت قدم جو صدرِ حسبِ حیدرؓ
خاکِ پا اُسکی ہے جو ہے صفدر و کرار و جری

ایسے آقا ہی جو قنبر کا غلام اُسکا ہون
زیب دیتی ہی جسے داوری و دادگری

مدح والائے علی مین وہ پڑھون اب مطلع
جسمین خورشیدِ جہانتاب کی ہو جلوہ گری

مطلع
عشق مولا جو کرے شمع صفت جلوہ گری
جلکے پروانہ جو ہو خاک تو بنجائے پری

ہو اگر مہرِ دلِ افروزِ علی نور افزا
رو کشِ مہرِ درخشان ہو چراغِ سحری

یہ وہ گلگونہ ہی تابندہ ہے جس سی رخِ حور
یہ وہ غازہ ہی جو ہی زیب دہِ حسنِ پری

آپ کا نورِ تولا ہے تجلّی دہِ شمس
آپ کا داغِ محبت ہی فروغِ قمری

پانی گوہر نے اگر آب تو یاقوت نے تاب — آبرو کسی کی نہیں آپ کی روشن گہری
تھا وہ سب پیش نظر عالمِ بالا مین جو تھا — ساکن عرش بھی ہین شاہدِ والانظری
آستانِ درِ اقدس کا ہے عزّ و شرف — سجدہ گاہِ ملکی جاے نمازِ بشری
آستانِ درِ دولت کی جبین سائی نے — شاہ خاور کو دیا ہے شرفِ تاجوری
غازۂ چہرۂ افلاک سواری کا غبار — خاکِ پا دیدۂ انجم کو ہے کحلِ بصری
قطعہ
گردِ یہ روضۂ عالی کے پھرا کرتا ہے — نہین بیفائدہ سیرِ فلکِ نیلوفری
کعبہ سان کرتے ہین ذراتِ نجف کا وطواف — بیجل گردشِ شمسی ہے نہ دورِ قمری
آپ وہ مرجعِ انوارِ کرامت ہین شہا — رجعتِ شمس کے اعجاز کو دی جلوہ گری
قطعہ
حق نے جس طرح نبوت کی گواہی کے لیئے — سنگریزون کو عطا کی تھی زبانِ بشری
کیا عجب ہے جو یہ ہین بولکے اقرار کرین — آپ کی بت شکنی کا یہ بتانِ حجری
آپ ہین روزِ جزا قاسمِ طوبا و سقر — جنتی آپ کے احباب ہین اعدا سقری
دل مین آئے جو سیہ کار کے حضرت کی ولا — زنگ عصیان سے کرے آئنہ دل کو بری
آپکی حب کا جو یا ساقیِ کوثر ہو جوش — مے تسنیم ہو میخوار کے دامن کی تری
آپ کا ابرِ کرم ہو مترشح نہ اگر — سبزہ زارون کی کبھی کشتِ امل ہو نہ ہری
فیضِ والا ہے درختون کی نمایش کا سبب — نام نامی ہے مددگارِ نموے شجری
پھل جو حضرت کی محبت کا نہ لائین اشجار — کوئی اسکا نہ نتیجہ ہو بجز بے ثمری
بارِ احسان سے اگر آپ کے شاخین نہ جھکین — باغِ عالم مین نہ حاصل ہو انھین باروری
قطعہ
آپ آفاق مین ہین فاتحِ بابِ خیبر — اسکو کہتے ہین یداللهی و زورِ بشری
زلزلہ قلعہ کو تھا جب درِ خیبر اکھڑا — دور کیا تھا جو گرے کاٹ کی حصنِ حجری
آپکی تیغ سے جب دو پرِ جبریل کٹین — کیون نہ بیکار رہے کفار کی سینہ سپری
تیغ والا جو ہوئی حارث و مرحب سے دوچار — اسکی ترکی تھی تمام اسکی بنکیتی سپری

جلوہ شمشیر و تیر اس تیغ کو کیونکر ہو نہ فوق — جسکے قبضہ مین رہی دست خدا ہی وہ جری

صفت نیزہ

نیزہ وہ نیزہ دل سنگ سے ہوتا تھا جو پار — کام کیا آتی مخالف کے سپر آہن جگری

بے نشان ہو گئے ہر طعن مین کتنے سرکش — تیغ سے بڑھ کے سنان کر گئی کچھ ناموری

صفت اسپ

آپ کے اسپ سبک خیز کی توصیف ہو کیا — بوے گل جانے مین آئینے مین نسیم سحری

گرم رو ایسا جو مشرق سے چلے وقت طلوع — پہلے خورشید سے مغرب مین کرے جلوہ گری

خوش خرامی کے ہین اس اسپ کی جتنے کیجئے — ٹھوکرین کھائے اگر انمین چلے کبک دری

یہ جہان پہونچے فرشتہ نہ وہان پر مارے — اسکے پرواز کو پائے نہ کبھی اوڑکے پری

قطعہ

چال کا اسکی تصور جو کرے چل نکلے — تھک کے منزل مین اگر بیٹھ گیا ہو سفری

راہ گم کرکے جو ہو ماندہ ہو ہو ... — اسکے راکب کا خیال آکے کرے راہبری

کیون نہ ترسان رہے ہر ایک کہ ہے عالم مین — شہرہ دادرسی غلغلہ دادگری

شعلہ شمع کے تھرانے کا یہ باعث ہے — کچھ پتنگون کو جلایا ہے دم جلوہ گری

لرزہ اندام مین خورشید کے ہے اس ڈر سے — لیکی اسکی ضیا نور چراغ سحری

چہرہ صبح کا اس خوف سے ہے رنگ سفید — کہ شب تیرہ کی آفاق مین کی پردہ دری

عرض کرتا ہے یہ اب خدمت مولی مین جلال — اے شہ مملکت داوری و دادگری

جمع خاطر ہو مری داد کو اپنی پہونچون — سر اٹھانے کی سزا پائے یہ آشفتہ سری

قطعہ

کیجیے دادرسی دیجیے ایسی تعزیر — تا نہ آزار رسان ہو فلک نیلوفری

کہکشان یون اسے زنجیر مین اپنی جکڑے — حرکت کر نہ سکے پھر پئے بیدادگری

جلد اس شاہ مقصود کو پاؤن شاہا — جستجو مین مجھے جسکی ہے پریشان نظری

خاک ہو جاؤن تو پہونچون نجف اشرف مین
خود ہوائے نجف آئے جہت راہبری

قصیدہ ایضاً در مدح شاہ لافتی علیہ التحیۃ والثنا

کبھی نہون مین غم تشنگین سے دلگیر
بھرا ہے دل مین بھر در شراب خُم غدیر

تصور ایسی نے غم ربا کا آئے اگر
دکھائے گردش پیمانہ گردش تقدیر

مین بادہ نوش ہون اُس میکدے کا ای ابلہ
کہ شیخ و پیر مغان دونون کرتے ہین توقیر

وہ مست ہون تمنّی ہے جسکی ٹھوکر کا
ہمیشہ گنبد مینائی سپہر اثیر

خُم ایک جسکا ہے تسنیم دوسرا کوثر
ملا ہے مجکو وہ میخانہ بہشت نظیر

دکھائے آٹھ بہشتون کی سیر اک ساغر
مری شراب کے نشئہ مین ہے وہ کچھ تاثیر

خوشا شراب جو دلشاد رکھے غمگین کو
خوشا شراب جسے پی کے نوجوان ہو پیر

وہ بادہ جس سے ہو تر دامنونکا دامن پاک
وہ بادہ دھوئے جو عصیان کا داغ دامنگیر

وہ بادہ جس سے گنہگار غرق رحمت ہو
وہ مے جو دے عرق انفعال کو تاثیر

وہ بادہ آتش دوزخ کو جو حرام کرے
وہ بادہ جو مس ایمان کے واسطے اکسیر

وہ بادہ مشغلہ اسکا رہے مدام جسے
ریاض خلد ہو اُس بادہ خوار کی جاگیر

وہ بادہ شرب مین اُسکے اگر کرے تقدیم
مئے طہور کا پھر مستحق ہو بے تاخیر

وہ بادہ شغل مین جسکے قصور جرم عظیم
وہ مے جسے نہ پیا تو کیا گناہ کبیر

وہ مے فلک سے کرے گرم جوشیان جو کبھی
تو چھوڑے اپنی شرارت کو آسمان شریر

وہ مے چھلک قدح آفتاب مین جسکی
وہ مے کہ جس سے چھلکتا ہے جام ماہ منیر

وہ مے ہوا ہے چمن جسکی کیف سے سرشار
وہ مے کہ رنگ مین ڈوبا ہے جسکے ابر مطیر

وہ مے کہ جس سے غرض حب ساقی کوثر
وہ مے کہ جس سے مراد الفت جناب امیر

دیا خدا نے علیؑ کو وہ رتبہ اعلیٰ
کہ در پہ اسکے جبین سا ہے عرش کی زنجیر

ملا ہے خاک در بوتراب کو یہ شرف
کہ جسکے ذرے کرین آفتاب کی تسخیر

یہ سب نجوم فلک مین اُسی کے گچھے در ہے
بلند اُٹھ کے ہوا تھا غبار دامنگیر

علیؑ کا پایہ سلیمان سے بھی ہے برتر
بساط انکی ہوا پر تھی یہ سپہر سریر

مسیح سے بھی ہے درجہ کچھ انکا بالاتر
کلیم کو بھی نہ یہ رتبہ بلند ملا
خدا سے کرتے تھے باتیں وہ طور سینا پر
یہ ہیں وہ راہنما جادۂ صواب کی راہ
وہ بحر فیض ہیں الیاس کو بھی [illegible]
انھیں کے فیض سے بیدار دل کیا تھا [illegible]
نہ دور چرخ ہے یہ عکس مرتضیٰ والا
وہی مشیت باری ارادہ ہے انکا
شرف علی نے جو پائے ہیں [illegible]
رسول [illegible]
[illegible]
نبی کے دوش پر [illegible]
خلیفہ اپنا علی کو [illegible]
[illegible]
اگر خدا [illegible]
کریم ایسے کہ [illegible]
یہی کرم کہ عطا اس [illegible]
خوشا سخاوت والائے قاسم ارزاق
دم نماز بھی انگشتری ہوئی ہے عطا
کھلا دی وہ بھی کسی بھوکے کو ہے ایثار
علی کی مدح میں لکھتا ہوں اب [illegible]

قطعہ

وہ چوتھے چرخ پہ انکی ہے عرش پر تصویر
زیادہ موسی عمران سے پائی ہے توقیر
انھوں نے جاکے سر عرش حق سے کی تقریر
انھیں سے پوچھتے تھے نیک خضر بھی رہگیر
تری کے راستے جاکر بتائے بے تاخیر
یہی بتاتے تھے یوسف کو خواب کی تعبیر

قطعہ

نہ مہر و ماہ کی گردش خلاف رائے منیر
مطیع حکم قضا تابع رضا تقدیر
کسے نصیب ہوئے رتبہ جناب امیر
پسر [illegible] خدا نے تو شبر و شبیر
علی کا پایہ بھی لیکن ہوا یہ اوج پذیر
کہاں ہوئی انھیں معراج حبذا التقدیر
[illegible] یہ الیوم روز عید غدیر
[illegible] فضل ہیں علی کبیر
[illegible] جناب امیر
معاف کر دیں [illegible] تقصیر وار کی تقصیر
لگائے زہر میں تیغ اپنی جو بجا کے شریر
کہ ایک روٹی کے سائل کو دی قطار بعیر
دراز انکی طرف ہو گیا جو دست فقیر
میسر آئی جو کھانے کے وقت نان شعیر
کہ جس سے مہر کرے استفادۂ تنویر

مطلع
خدا سے نام مبارک کی ہر جگہہ تاثیر — نموئی طفل و نشاطِ جوان و طاقتِ پیر
سپر ہے تیغِ حوادث کی نام حیدر کا — پناہِ خرد و کلان جوشنِ صغیر و کبیر
علی کو جانتے ہین اپنا پیشوا قدسی — علی کی عالمِ بالا مین بھی ہے کیا توقیر
علی کا جلوہ تابان ہے شمعِ بزمِ قمر — علی کا نور ستارون مین ہے سراجِ منیر
علی ہے مطلعِ صبحِ فروغ بخشِ ازل — علی ہے مرجعِ مہرِ سپہرِ عالمگیر
علی ہے عِلمِ لدُنّی کا عالم و دانا — علی ہے ماہرِ سرِّ نہانِ ربِ قدیر
علی ہے کاشفِ مضمونِ خطِ پیشانی — علی ہے واقفِ رمزِ نوشتۂ تقدیر
علی وہ ہے کہ بحکمِ خدا دیا جو حکم — قلم نے لوحِ جبین پر وہی کیا تحریر
عیان تمام علی پر ہین غیب کے اسرار — علی سے چھپ نہین سکتے ہین پردہ پوشِ ضمیر
علی سے کہتی تھی سب اپنے واقعات زمین — علی ہے جملہ معمّائے آسمان کا خبیر
علی ہے مثلِ نبی دو جہان کا مختار — علی دو کون مین سلطانِ انبیا کا وزیر
علی ہے قاسمِ جنت علی ہے قاسمِ نار — ولا علی کی ہے فردوس دشمنی ہے سعیر
خدا ہی جیسے کہ ایک اسکا مثل ناممکن — علی کا بھی نہین دونون جہان مین کوئی نظیر
صفت مین عدلِ گرامی کے اب وہ شعر پڑھون — ستم سے توبہ کرین سُنکے ظالمانِ شریر

مطلع
یہ خوفِ عدل ہوا ظالمون کا دامنگیر — کہ چھپتے پھرتے ہین زخمون کے دامنون مین تیر
جھکی جو گردنِ شمشیر پھر کبھی نہ اٹھی — ستمگرون کو ملی سرکشی کی کیا تعزیر
عجب نہین جو نہان گوشہ ہائے چشم مین ہو — کمانِ ابرو و خون ریزِ ہر بتِ بے پیر
علی کی دادرسی کا ہو انجمن مین جو ذکر — یقین ہے صفتِ شمع کانپ اٹھے گلگیر
اگر بیانِ سیاست کا بزم مین آجائے — ضرور شمع کے بھی چور کو ملے تعزیر

ق
وہ اتفاق سے نور وز کا تھا روزِ سعید — کہ تخت پر ہوئے تھے جلوہ گر جناب امیر
کیا جو عدل برابر ہوئے وہین شب و روز — زہے عدالتِ والائے شاہِ عرش سریر

کبھی مزاجِ عناصر مین اعتدال نہو
اگر دکھائے نہ حضرت کا عدل کچھ تاثیر

زمین کو چرخ سے رکھتا نہ پست واہ رے عدل
غبار اُٹھ کے بنا دوسرا سپہر اثیر

ق
بلند عدل کا ہے آپکے جو آوازہ
ستاتے ڈرتے ہین عاشق کو شاہدانِ شریر

اگر کسی کو بناتے ہین اپنا دیوانہ
تو آپ بھی یہ پہنتے ہین طوق یا زنجیر

ضرور ہوتے ہین پابند اسکے یہ خود بھی
کسی کے دل کو جو کرتے ہین گیسوؤنمین اسیر

اگر چُراتی ہے دل کو نگاہِ دزدیدہ
تو ہوتی پھرتی ہے خود اس گناہ پر تشہیر

اب ایک اور چمکتا ہوا کوئی مطلع
علی کی تیغ کے اوصاف مین کرون تحریر

مطلع
اگر علم ہو کہین تیغِ شاہِ خیبر گیر
تو کاٹے زنگِ عدو سبزہ اسکا بے تاخیر

کھنچے یہ تیغِ دو پیکر جو کارزار کے وقت
عدو کے سامنے کھنچ جائے موت کی تصویر

قطعہ
امید کو دل اعدا مین قطع کرتی ہے
اگر نیام مین رہتی ہے تیغِ برق نظیر

نیام سے یہ نکل کر امان نہین دیتی
جو بھاگتے ہین تصور مین کافرِ بے پیر

قطعہ
پسر کو باپ سے بھائی کو بھائی سے دمِ جنگ
جُدا کرے بُرشِ ذوالفقار کی تاثیر

بہم لعینونمین پیدا ہو شکلِ برعکسی
اگر ہو پیشِ نظر اسکے عکس کی تصویر

ق
بُرش کا اپنی جو لے امتحان وقتِ مصاف
تو کاٹ دے پرِ جبریل صورتِ پرِ تیر

پھر آزمائے فلک پر اگر یہ کاٹ اپنا
وہ خرق ہو کہ نہ ہرگز ہو التیام پزیر

چل اے زبان کہ دُلدُل کی مدح کرتا ہون
ہے وقتِ تیزیِ گفتار و شوخیِ تقریر

دکھائے توسنِ والا جو شوخیِ رفتار
تو گردش اپنی کرے ترک روزگارِ شریر

وہ بازگشت کا عالم اگر نگاہ پڑے
تو چھوڑ دے روشِ انقلاب چرخِ اثیر

چمک جو ایک سی ہے ذوالفقار و دُلدُل کی
بنے ہین جس سے یہ دونون وہ ایک ہی تنویر

جو گرم رَو ہو تو بنجائے برق توسنِ شاہ
جو آئے اسکو پسینا بنے سحابِ مطیر

جو پیرِ چرخ کو دی امتحانِ جلد روی
دکھا دے کھینچکے اُسکے شباب کی تصویر

ارادہ سیرِ فلک کا کرے تو یون پہونچے
دعا کو جیسے رسائی دعا کی دے تاثیر

ازل مین جسکا خیال آئے اسکی سرعت کا
قدم سے عالمِ امکان مین پہونچے بے تاخیر

قبول کیجئے مولے اب التماس جلال
کہ ہون مین آپ کا مداح یاجنابِ امیر

بہک گیا ہون کہین مدح مین جو حضرت کی
معاف ہو کہ ہون مستِ شرابِ خمِ غدیر

جو ہین مرے عملِ بد وہ نیک ہو جائین
سعادتون سے مبدل ہو شومئے تقدیر

مجھے بھی دیجیے شاہا بشارتِ بخشش
کہ آپ خلق مین ہین یا امیر بشیر و نذیر

ضرور کیجیے گا آکے قبر مین امداد
سوال کرنے کو جب آئین منکر اور نکیر

مرون تو خاک ہو میری غبارِ دشتِ نجف
ملے پناہ اگر حشر مین ہون دامنگیر

قصیدہ در منقبت شاہ زمین و زمن حضرت امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام

ترانہ سنج ہوا ہے بلبلِ ریاضِ سخن
سنا دے نغمۂ تازہ کوئی بصوتِ حسن

وہ نغمہ روح کو حاصل ہو جس سے افزائش
سرورِ قلب کو ہو جان تازہ پائے بدن

وہ نغمہ جس سے شگفتہ ہو بوستانِ بیان
زبان ہو صورتِ گلبرگ شکل غنچۂ دہن

وہ نغمہ جسکی سماعت کا ذوق بلبل کو
بنا دے گل کی طرح گوش آرزو ہمہ تن

وہ نغمہ پہونچے اگر تا بعالمِ بالا
نشاطِ تازہ مہیا کرے سپہرِ کہن

جو بہرہ مند سماعت سے اسکی ہو ناہید
جگا دے طالعِ عشرت کو ہو کے دستک زن

اگر سنے کوئی غمگین وہ غم زدا نغمہ
خوشا اثر کہ مٹین دل سے نقشِ رنج و محن

بدل دے بزمِ عروسی سے بزمِ ماتم کو
دکھائے خانۂ شادی کا جلوہ بیتِ حزن

سنین نوائے طرب خیز وہ اگر عشاق
بھلا دے خندہ سرشار نالہ و شیون

جو گوشزد وہ حسینانِ جامہ زیب کو ہو
صدائے ساز دے ایک ایک تارِ پیراہن

ہو اس ترانۂ رنگین کا گوشِ دل مشتاق
کہ سنکے وجد کرین جسکو طائرِ گلشن

ہر ایک گل چمنستان مین کھلکھلا کے ہنسے — ہر ایک مرغ ہو مانند کبک قہقہہ زن
ہلائے سر پے تحسین و آفرین ہر شاخ — یہ لطف اٹھائے کہ جھومے ہر اک نہال چمن
صدائے صل علیٰ وین چٹک کے غنچۂ گل — درود پڑھ کے ہو طوطی سبزہ گرم سخن
کہ السلام علیک اے گل ریاض بتول — نہال باغ علی سرو سبز پیراہن
نبی کی راحت جان سید شباب جنان — امام کون و مکان سرور زمین و زمن
جمیل سبز قبا چار مین آل عبا — قتیل زہر جفا حضرت امام حسن
حروف اسم گرامی کے مین پڑھون اوصاف — سنین جو گوش توجہ سے جملہ اہل سخن
اشارہ اسم مبارک کے حرف حا کا یہ ہے — کہ آپ فضل الٰہی سے حلم ہین ہمہ تن
گواہ سین ازل سے ہے اس سعادت کا — کہ سبط سید لولاک ہین امام زمن
پکارتا ہے یہی نون نام نامی کا — کہ ہین نشان نبی سر سے تا بسینہ حسن
حسن کے حسن سراپا کی اب لکھون وہ صفت — ثنا مین جسکی سراپا زبان ہون اہل سخن

مطلع

جبین تھی جلوہ نمائے تجلی ایمن — فروغ طور دکھاتے تھے عارض روشن
خوشا محاسن نورانی و رخ تابان — یہ حسن دے نہ کبھی گرد آفتاب کرن
نشان سجدہ کو بخشتا تھا کیا جبین نے فروغ — جو سنگ اسود پر کعبہ کے تھا چشمک زن
نہ تھے دو ابرو پیوستہ زیر پیشانی — علی کی تیغ دو پیکر تھی وہ پئے دشمن
ہر ایک موئے مژہ تھا برائے قلب عدو — سنان نیزۂ خونخوار شاہ قلعہ شکن
بلا مین جسکی صبا لے وہ نکہت گیسو — نثار زلف کی خوشبو کے سنبل گلشن
دیا تھا حسن خدا نے یہ چشم حق بین کو — کہ جسکو دیکھنے آتے تھے آہوان ختن
وہ آنکھ اور وہ پتلی خدا کی قدرت تھی — کھلے تھے غنچۂ بہار آفرین کے چار چمن
وہ لعل لب کہ اگر انکا عکس پڑ جائے — فزون ہو شوخئ یاقوت و رنگ لعل یمن
وہ دانت جنکی چمک سے ہو برق تاب الماس — وہ دانت جن سے برتے آبروئے در عدن

جو خطِ سبز تھا ریحانِ گلشنِ جنت ؎ تو لب تھے غیرتِ گلبرگ رنگِ غنچہ دہن
بہی گلشنِ فردوس تھا اگر غبغب تو سیبِ تازہ باغِ جنان تھا سیبِ ذقن
وہ دونون ہاتھ تھے تصویر دستِ قدرت کی شبیہ لوح و قلم تھے وہ سینہ و گردن
بنائے دین نبی کی ستون تھی ہر ساق ؎ قدم تھے قائمہ عرشِ خالقِ ذوالمنن
قدِ بلند وہ جسکا غلام ہے طوبےٰ ؎ اوسی کا بندہ آزاد ہے یہ سروِ چمن ؎

صفت تیغ

بیان ہے صفتِ تیغِ شاہ کا دشوار زبان کرتی ہے ہا ہو کے تیز قطعِ سخن ؎
وہ برقِ تیغ چمک کر جو ہو شرر افگن تو دم مین ہستی اعدا کا پھونک دے خرمن
کڑی ہی منہ کی کچھ ایسی کہ رزم مین اس سے لڑا سکین نہ کبھی آنکھ حلقہ جوشن
چلے تو اسکی بُرش کی صفت کرین لبِ زخم کھنچے تو اسکا ثنا خوان ہو آپ بول کے رن

قطعہ

ملے نگاہ اگر دیدہاے جوہر سے ؎ تو خون ہو کے بہے آنکھ سے دلِ دشمن
جو آب و تاب سے اسکی مقابلہ پڑ جاے تو پانی پانی ہو تیغِ حریف کا آہن ؎

قطعہ

محال ہے کہ تصور مین بھی وہ ہو جانبر ؎ کسی عدو کی جو اس تیغ سے لڑے چتون
کہے جو اپنی قضا سے کہ تو بچا مجکو ؎ تو خود بچے نہ نگہبان ہی رہے ایمن ؎

صفت اسپ

ہو اسکے توسنِ چالاک کی صفت کس سے بنا ہے جسکا سوارِ براق بھی توسن ؎
وہ اسپ یاد جو آجاے جست و خیز اسکی یقین ہے چوکڑیان اپنی بھول جائین ہرن
صبا نہ شرق سے یون جلد غرب مین پھونچے اگر نہ ہاتھ مین ہو اسکے زین کا دامن ؎

قطعہ

جو برقِ طور مین تھی وہ تڑپ دکھاتی ہے قدم قدم دمِ رفتار شوخی توسن ؎
براقِ صاحبِ معراج کو ملا تھا جو اوج نشان دیتی ہے اسکا بلندی گردن
سناؤن اب گلِ زہرا کی مدح مین وہ شعر ؎ کہ جنکی بو سے معطر رہے مشامِ چمن

مطلع

پکارتی ہے شمیمِ عمیمِ خلقِ حسن ؎ بسے ہوے ہین مجھی سے بہشت کے گلشن
وہ نوجوان کہ جوانانِ خلد کے سردار وہ خوش بیان کہ جھڑین پھول منہ سے وقتِ سخن

شفیعِ روزِ جزا نورِ دیدۂ زہرا
علی کے لختِ جگر مصطفےٰ کے جزوِ بدن

سوارِ دوشِ فلک اوج صاحبِ معراج
بہارِ گلشنِ احیاءِ خالقِ ذوالمنن

حسن ہین منبعِ الطاف و بخشش و احسان
حسن ہین مجمعِ فیض و سخا و جود و منن

حسن ہین دافعِ اندوہ و کرب و حزن و ملال
حسن ہین کاشفِ ضرّ و بلا و رنج و محن

حسن ہین قالعِ بابِ بنائے جور و فساد
حسن ہین قامعِ بنیادِ حادثات و فتن

حسن ہین دلبرِ دلبندِ فاتحِ خیبر
حسن ہین نائبِ فرزندِ شاہِ قلعہ شکن

صفت سخاوت

امیر ہوگئے سائل غنی ہوئے محتاج
خوشا سخاوت و جودِ شہِ زمین و زمن

صفت شجاعت

شجاعت ایسی دکھائی بروزِ جنگِ جمل
کہ نیزہ بازِ فلک پر ہوئی جو چشمک زن

بیان معجزات

درختِ خشک کو اعجاز سے کیا سرسبز
نہال تھا رطبِ تازہ پائے نخلِ کہن

قطعہ

کیا جو ایک جماعت نے امتحان اک روز
تو بس وہین ہوئے معجز نما امام حسن

دکھا کے بعد شہادت علی کا نورِ جمال
نگاہِ دیدۂ حضار کو کیا روشن

زبانِ خامہ معجز بیان سناتی ہے
کچھ اور معجزہ حضرتِ امام حسن

دکھایا طرفہ تر اعجاز ایک شامی کو
کہ زن کو مرد کیا مرد کو بنایا زن

یہ معجزہ بھی سفید و سیاہ پر ہے عیان
کیا سفید غلامِ سیاہ کو ہمہ تن

گواہی انکی امامت کی دے گئے آکر
اثر سے معجزے کے خضرِ سبز پیراہن

عیان برائے شہادت ہوئے رسولِ خدا
حسن امامِ زمن ہے حسن امامِ زمن

جلال عرض کر اب تو یہ اپنے مولیٰ سے
کہ یا امامِ دو عالم شہِ زمین و زمن

جہان ہے مرقدِ پرنور آپ کا شاہا
اسی کی پائینتی مداح کا بھی ہو مدفن

جگہ بہشت مین پائے ملے جو قبر وہان
بنے وہ حلۂ جنت نصیب ہو جو کفن

خوشا نصیب جو زائرِ بقیع کا یہ رہے
زہے مقدر اگر ہو وہ ارضِ پاک وطن

قصیدہ در مدح امامین ہمامین جناب حسنین علیہما السلام

کون اے دل ہین وہ دو قبلۂ اسلام پناہ — جنکے ماتم مین ہے کعبہ کی بھی پوشاک سیاہ

جامۂ سبز ہے جسم فلک اخضر مین — جنکے غم مین بھی ہے پیرہن آبی واللہ

تیرہ و تار ہے آنکھونمین ستارونکی جہان — آسمان خاک بسر ہے تو مکدر شب ماہ

نظر آتی ہے سحر چاک گریبان ہر روز — شام ہوتی ہے عیان کھولے ہوے زلف سیاہ

بیشتر گریہ کنان ابر کو پاتا ہون مین — خون روتی ہے ہمیشہ شفق شام و پگاہ

رعد کرتا ہے گرج کر تو اتر نالے — متصل کھینچتی ہے برق کڑک کر اک آہ

نوحہ خوان ہوتے ہین گلشن مین چٹک کر غنچے — بلبلین کرتی ہین سن سن کے فغان جانکاہ

سرخی لالہ ہے شاہد کہ دل باغ ہے خون — زلف سنبل ہے پریشانی گلشن کی گواہ

خاک اوڑاتی ہے صبا جیب دریدہ گل ہین — جو شگوفہ ہے اوتارے ہوے ہے اپنی کلاہ

ہر شجر باغ مین ہے صورت نخل ماتم — سرو و شمشاد ہین شکل علم نالہ و آہ

مالک ہر دو جہان کون ہین وہ عرش سریر — تاج بخشی کے ہین جنکی مہ و خورشید گواہ

جو بنا دیتے ہین اک دم مین گدا کو سلطان — ہفت کشور مین وہ ہین کونسے دو شاہنشاہ

کون ہین جنکے یہ فرخندہ لقب دہر مین ہین — یاور بخت رسا اور اقبال پناہ

جبہ سائی کا ہے جنکے در دولت کی یہ فیض — آنکھ جھپکا دین مہ و مہر کی بھی اوج جاہ

مخمل سبز فلک اپنا لیئے پا انداز — منتظر مقدم والا کی ہے جنکے سر راہ

اطلس سرخ شفق رکھتی ہے کن سے یہ امید — حکم اگر پاؤن تو ہون آگے مین فرش درگاہ

رہتی ہے چشم فلک جنکے حشم کی مشتاق — کہکشان دیکھتی ہے جنکی سواری کی راہ

کون سی وہ در دولت ہین غریبونکو جہان — گردش دہر کی بیداد سے ملتی ہے پناہ

کون وہ کشتۂ بیداد ہین جنکا ماتم — خلق مین ہے سبب بخشش ہر جرم و گناہ

دو وہ مقتول جفا کون ہین جنپر رونا — خلد مومن کے لیئے کرتا ہے واجب واللہ

دل سے مین پوچھہ رہا تھا کہ پکارا اسطرح / ہو کے سرگرم فغان کھینچکے وہ سرد اک آہ

مجھسے سن ایک کا ہے سید مسموم خطاب / شہ مظلوم ہے اک کشتۂ ناکردہ گناہ

قمرین فلک مجد و علی ہین دونون / ایک کرسی کی نمود اک شرف عرش الٰہ

دو جہاندار و دو سرور دو ہمام و دو امام / دو مہ چرخ تاب و دو شہ عرش پناہ

راکب دوش نبی سبط رسول عربی / قرۃ العین علی فاطمہؑ کے نور نگاہ

سرور ہر دو جہان سید شباب جنان / فخر کونین حسینؑ و حسنؑ عالیجاہ

مطلع

اب مین لکھتا ہون وہ سرتاج مطالع / ناز جسپر کرے کج کرکے قلم اپنی کلاہ

مطلع

یہ وہ ذیجاہ ہین برپا جو کرین خیمۂ جاہ / سر اوٹھانے کا نہ یارا ہو فلک کو واللہ

اوس فلک تک ہے رسا اختر طالع انکا / وہم خورشید جہان پہونچے نہ اندیشۂ ماہ

اوس حد اوج کو پہونچے ہین یہان تک شکوہ / آسمان آکے جہان لیتے ہین دامان پناہ

بخت جمشید ہو یا تخت سلیمانی ہو / ایک دونون کا ہوا خواہ ہے اک دولتخواہ

آیہ دامن دولت ہے کرم گستر ابر / سایۂ رایت اقبال ہے خورشید پناہ

افسر تارک مہ تکیۂ پشت ماہی / علم دولت و الاقدم نیزۂ جاہ

قطعہ

عدل کا ڈنکے سے یہ رعب نہین ہو سکتا / کہ گدا اسکے نہ برابر ملے شاہنشاہ

اکھہ ایام کو گردش ہو مگر ہے یہ مجال / دن بڑھے [illegible] شب ہو کوتاہ

نالہ زار سے عاشق کے جفائے معشوق / [illegible] گناہ

قصہ فریاد ستم دیدہ جو کرتا ہے کوئی / مانگتا ہے ستم چرخ [illegible] پناہ

ڈرسے ہا گلگیر کو خاموش نہو جائے شمع / [illegible] کھینچے آہ

چشم فتان کو بھی کچھہ یاد نہین فتنہ گری / تو خیال [illegible] نگاہ

برق گرکر خس و خاشاک جلائے کیا تاب / دخل کیا کا [illegible] کاہ

واہ ری شان کریمی اسے کہتے ہین کرم / کر رہے ہین نگہہ عفو [illegible] گناہ

حیرت افزائی ہوا انکے ہین حکم نافذ
لطف انکا نہ اگر ابر و ہوا کے ہو شریک
غازۂ مہر بنے انکی سواری کا غبار
انکی مرکب کے جلو مین ہے فلک مثل سئیس
یہ بنا کفر کی ڈھانے کا ارادہ جو کرین
یادن تبخانے مین رکھین جو پے بت شکنی
کہین آفاق مین پاتے نہین ظلمت کا اثر
عہد مین انکے اگر ڈھونڈھے فلک لیکے چراغ
تیغ کو انکی نہ کیون عدل کہے عمر دراز
عدل کو انکے دعا کیون لب شمشیر دین
فرش ہین دیدہ و دل راہ مین انکی جنکے
راہ مین انکی ہے جس شخص کی تربت واقع
راہ پر لاتا ہے انکا اُسے خضر اقبال
کرتے ہین راہبری نجم ہدایت انکے
ختم اب کرکے قصیدے کو یہ کر عرض جلال
نہین لینے مجھے دیتی ہے فلک کی گردش
دوست سے فکر مین روزی کے پریشان ہون

فیض جاری ہے تحیر مین روانی سیاہ
نہ کھلین باغ نہ صحرا مین ہو سرسبز گیاہ
سرمۂ چشم فلک ہو جو اُٹھے گرد سپاہ
کہکشان ساتھ ہے باندھے ہوی پشتارہ کاہ
قطعہ بت قدم دوڑ کے لین ایسے ہین اسلام پناہ
سہنے ناقوس برہمن ہی کہے بسم اللہ
قطعہ بزم افروز جہان جیسے ہوے ہین یہ ماہ
نہ شب تار کو پائے نہ ملے روز سیاہ
قطعہ کسقدر کر دیے ہین دست حوادث کوتاہ
ستم و جور کیا امن مین ہے خلق اللہ
رشک ہے عرش کو ان لوگو نپر اللہ اللہ
یاد کرتا ہے اُسے کہکے فلک طاب ثراہ
غول ادبار اگر جسم کو کرتا ہے تباہ
کوکب بخت سعادت کی جو گم کرتے ہین راہ
دونون آقاؤن کی درگاہ مین بانالہ و آہ
دیکھیے پہلے مجھے کسکی جفاؤن سے پناہ
جمع سامان معیشت ہون مرے تا دل خواہ

یاد فرماتے تھے روضہ اقدس پر کبھی
تا زیارت سے بھی دل جلد مشرف با شاہ

قصیدہ

در مدح بندگان والا جناب معلی القاب بالا ارکان
فلک مآب ولی النعمی جناب نواب شیخ حسین میان بہادر
والی ریاست منگرول ملک کاٹھیاوار دام بالعز والاقبالہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عروج پر شعرا کا ہے نیرِ اقبال — ہے انکے بخت کا اختر سپہر کمال

ہر ایک زعم مین اپنے ہے شہریارِ سخن — ہر اک کو ملکِ معانی و خسروی کا خیال

کسی کا ہی یہ سخن مین ہون ثانیِ تکلو — ہون اپنے عہد کا شوکتؔ کسی کا ہی یہ خیال

کسی کا قول ہے خاقانیِ زمانہ ہون مین — کوئی ہے نازکنان انوری ہون مین فی الحال

کسی کو غرہ کہ ہون عبدِ واسعِ جبلی — کسی کو آج ہی دعوی کہ مین ہون فخرِ کمال

ہر ایک آپ کو سحبانِ وقت کہتا ہے — یہ ادعا ہے کہ مجسا نہین فصیح مقال

کسی کو فخر ہے مین ہون قصیدہ گو بے مثل — کہ مل گیا ہے مجھے ممدوح بے عدیل و مثال

کسی کو سحر بیانی کا اپنی یون اظہار — کہ مثنوی ہے مری رشکِ نظمِ سحرِ حلال

کسی کا ہی یہ بیان میری نظم کا ہی وہ رنگ — زبانِ خامۂ فردوسی اسکو سنکے ہو لال

کسی کا قول مراخمسہ ہے وہ لاثانی — جواب جسکا نظامی سے بھی ہو ہے یہ محال

کوئی ہے مدعی ایک ایک بیت ہو مری فرد ‌‌ ترانہ گو ہون مین یکتا کسی کو ہی یہ خیال
کوئی غنی ہے گہر ریزیِ ستائش سے ‌‌ کوئی ہی دولتِ دادِ سخن سے مالا مال
مہک سی گلبنِ فکرت کی باغ باغ کوئی ‌‌ نہالِ طبع کی بارآوری سے کوئی نہال
عروج ہی شعرا کا کچھ آج کل ایسا ‌‌ زمینِ شعر ہے شعر کے آسمانِ کمال
سخنورون کا دماغ ان دنون فلک پر ہے ‌‌ کلاہ کج کیے رہتے ہین اپنی شکلِ ہلال
یہ لکھکے اسکا ہی اشعار سے سمجھنے واجب ‌‌ کہ بے سبب نہین انکی ترقیِ اقبال
بجا ہین انکے یہ سب خود ستائی و پندار ‌‌ بجا ہے انکی یہ لاف و گزاف و قیل و قال
جو کچھ یہ کرتے ہین دعوے وہ بے دلیل نہین ‌‌ کسی طرح نہین بیجا انھین غرورِ کمال
کہ ایک داورِ انجم حشم کے ہین مداح ‌‌ ثنا گری مین ہین اک مہ خدم کی صرفِ مقال
وہ ذی حشم جو ہے فرمان دہ جہان سخا ‌‌ وہ مہ خدم جو ہے گیتی ستانِ بذل و نوال
یگانہ گوہرِ دیہیم فروشان و شکوہ ‌‌ خجستہ داورِ اقلیم عز و جاہ و جلال
نشستگاہِ فلک احتشام مین جسکی ‌‌ کھڑے ہین دست ادب بستہ شوکت و اجلال
سپہر تابعِ فرمان مطیع دورِ زمان ‌‌ ممد کارکنان بختیاری و اقبال
ہر ایک امر مین تائید ایزدی ہے معین ‌‌ ہر ایک کام مین فضلِ خدا ہی شاملِ حال
غریب پرور و بندہ نواز ظل اللہ ‌‌ ہمیشہ موردِ الطاف ایزدِ متعال
وہ رتبہ دانِ سخن جسکی قدردانی سے ‌‌ بلند نام ہین سب شاعرانِ ماضی و حال
بلند شان و معلی نشان **حسین میان** ‌‌ خدیو جم حشم آقاؤ قدردانِ **جلال**
پڑھون وہ مدح مین مطلع اب اپنے آقا کی ‌‌ کہ سنکے وجد کرے جسکو ہر سخنورِ حال

مطلع

کیا ہی عہدِ ہمایون نے سب کو فارغ بال ‌‌ بس ایک زلفِ حسینان تو ہی پریشان حال
تمام خلق ہے گردش سے دہر کی محفوظ ‌‌ سوائے چشمِ خوش شاہدان حور جمال
نشان تک نہین فتنے کا دہر مین باقی ‌‌ پتا سا دیتی ہے اسکا کچھ ان حسینونکی چال

صفت عدل و انصاف

کچھہ ایسی خلق مین ہی دھاک عدل والا کی — کہ دیتے ڈرتے ہین معشوق عاشقون کو ملال
کسی کے دل کو گھڑی بھر جو رکھتے ہین بیچین — تو دلبری ہی مین اُسکی گذرتے ہین مہ و سال
کسی سے آپ کو کم جانتا نہین کوئی — ہر ایک کو ہی مساوات کا ہر اک سی خیال
شب فراق کو لاکھہ آسمان بڑھاتا ہے — برابری کیسے جاتا ہی اُس کی روز وصال
جما ہوا ہی کچھہ انصاف گستری کا یہ رنگ — کہ جور کرکے ہین خائف حسین بھی فی الحال
کیا ہی دست حنا بستہ نے جگر کو جو خون — تو ہاتھہ باندھکے ہوتے ہین عذر خواہ کمال
برای عفو گنہ پاؤن پڑتے ہین کیا کیا — ہوے ہین شوخی رفتار سے جو دل پامال

صفت عزم و استقلال

کبھی جو نصب تزلزل کہ جہان مین کرے — نشان اپنا کہین تیرا پاے استقلال
زمین سر کے مگر وہ نہ آئے گردش مین — ہلا دے اُسکو نہین آسمان کی بھی مجال

صفت دبدبہ و شکوہ

ہوا لگے ترے کوہ شکوہ کی جو انھین — یقین ہے کہ اُڑتے پھرین مثل برگ کاہ جبال
دبا لے دبدبہ تیرا اگر اوسے بڑھکر — جگہہ سے اپنے اوکسنا سپہر کو ہو محال

صفت راست روی و ثابت قدمی

زمانہ راست روی کا ترے جو ہو پیرو — نہ انقلاب کرے چھوڑ دے وہ اپنی چال
زمین پر جو ثبات قدم کا بیٹھے نقش — مجال کیا جو ذرا سر اُٹھا سکے بھونچال

صفت عز و وقار

وہ ذی وقار ہے تو جلوہ گر وہان ہو اگر — جہان ہین انجمن آرا بزرگی و اقبال
تو سرو قد عظمت آپ اوٹھے پئے تعظیم — خود آئے دوڑکے اقبال بہر استقبال

صفت تیغ افگنی و شجاعت

علم ہو تیغہ والا تو کانپ اُٹھے مریخ — زحل کے ہاتھہ سے بھی گر پڑے زحل کی ڈھال
بدل شجاعت والا کا مان کر لوہا — کمر سے پھینکدے تلوار اپنی ترک ہلال

صفت نیزہ بازی

وہ نیزہ باز ہے تو اپنی نیزہ بازی کے — حریف کو جو دکھائے دم ہنر و کمال
جتا دے پہلے فلک پر سماک رامح کو — کہ ہاتھہ سے نہ نکلجائے نیزہ اپنا سنبھال

صفت تیر اندازی

سپہر بھی تری تیر افگنی کا شاہد ہے — کہ چھنکے سینہ بنا اُسکا صورت غربال
کمان سے تیر ہوائی ترا اگر چھوٹے — تو پہلے کرکے ہوائی وہ تیر پروین کی کھال

صدا دے تیرِ شہابی کو دیکھ ہوگا ہدف / سمجھ کے گوشۂ قوسِ قزح سے سر کو نکال

صفت اسپ تازی

وہ یکہ تاز ہی تو جست و خیز اگر اپنی / دکھاے آہوؤں کو تیرا اسپِ مشکین یال

کبھی نہ یاد رہے اونکو راہِ دشتِ ختن / تمام چوکڑیاں اپنی بھول جائیں غزال

قطعہ

یہ بادپا ہے سوار اوس ہوا کے گھوڑے پر / کہ تیز جس کی ہے کچھ صرصر و صبا سے بھی چال

چلے جو غرب کو پہونچے نہ بادِ شرق آگے / رہِ جنوب جو یہ پا سکے نہ بادِ شمال

زہے سخاوتِ والا و ہمتِ عالی / نہ رد ہوا کسی سائل کا ابتک ایک سوال

عطا کیں آبرو بیں آبرو کے خواہان کو / جو مال و زر کے تھے سائل انھیں دیے زر و مال

کسی کو خلعتِ زرین کسیکو بدرۂ زر / کہیں دو شالے عنایت ہوے کہیں رومال

قبائیں بخشیں بہت لاکھوں جامہ وارین دیں / کسی کو نمدہ اوڑھادی کسیکو جفت شال

کسی کو بخش دیے درجِ گوہر و یاقوت / کوئی زمرد و الماس لیگیا کوئی لال

جو ایک موتی کا طالب تھا پاے گنجِ گہر / مثل ہے راجا کے گھر اور موتیوں کا کال

صفات دیگر

بنے جو بدر فلک پر ترا ترقی خواہ / عجب نہیں کہ نہ پھر کبھی وہ گھٹکے ہلال

ترا فروغ اگرچہ ہے حق تعالے سے / نہ آفتاب کو پھر روزِ حشر تک ہو زوال

بس اب قصیدہ کو اپنے بختم پہونچا کے / دعا میں کر چمن آراے کن فکان سے جلال

دعاے تازگیِ گل میں تاکہ ہے شب و روز / چمن میں سنبلِ تر کھولے اپنی زلف کے بال

خدا سے تاکہ مسیحِ نسیم خواہان ہے / مزاجِ نرگسِ بیمار جلد تر ہو بحال

زبان پر ہے یہ ہر رگِ گل کی سخن جبتک / نہال گلشنِ عالم رہیں مدام نہال

ای شاداں ۱۲

ہمیشہ رکھے مرے آقا کو تندرست و صحیح / رہے ابد تک الٰہی یہ خرّم و خوشحال

مدام ہو شجرِ عمر و جاہ بار آور / تمام عمر پھلے پھولے گلشنِ اقبال

بہارِ باغِ تعیش سدا بہار رہے / شگوفے لائے نئے گلبنِ طرب ہر سال

پریوشانِ سمن بو ہوں زینتِ آغوش / بغل کی زیب رہیں گلرخانِ حور جمال

برنگ سبزہ ہوا خواہ اسکے ہون سرسبز	جو خار رکھتے ہین مانند خار ہون پامال

سرور دوستون کو ہو ہمین چمین حاصل
نصیب دشمنون کو تازہ تازہ رنج و ملال

ایضاً قصیدہ در مدح ملازمان سامی والاحضرت قدر قدرت خداوند نعمت جناب نواب شیخ حسین میان بہادر دام ملکہم و اقبالہم

اے فلک کونسا ہے روے زمین پر دہ ماہ | جس سے پر نور ہین خلوتکدہ دولت و جاہ
کون وہ آنکھ کا تارا ہے تری جسکا نور | چشم خور کی ہے ضیا روشنی دیدۂ ماہ
کونسا ہے وہ شہ کشور حسن و خوبی | چشم و دل جسکے ہین جلوتکدہ و خلوتگاہ
بخت جم فر فریدون حشم اسکندر | آپ کو کسکا بتلاتے ہین یہ سب دولتخواہ
جاہ کیخسروی و شوکت کیکاوسی | کس جوان بخت کی آفاق مین ہین بندۂ درگاہ
اس شبستان مین ہین ہم انجمن ایسے کسکے | جنپر انجم کی بھی ہر مرتبہ پڑتی ہے نگاہ
کون ہے جسکے قدم لیکے اوچھالین تا چرخ | تاجداران جہان از رہ فخر اپنی کلاہ
فلک نجم ہوا کسکی بدولت زر دار | پاتے ہین کسکے خزانے سے کواکب تنخواہ
مہتمم کون ہے دربار کے ہین جسکے حشمت و وقار | منتظم کسکے در بخانے کے ہین شوکت و جاہ
کسکا درسجدہ گہ عرش نشینان ہی یہان | ایسا بالاے زمین کون ہے والا درگاہ
صورت چتر یہ کس تاج شرف کے سر پر | دن کو گردش مین ہی خورشید سبین رات کو ماہ
نصب ہین کسکی قبا مین در انجم سے گہر | کسکے القاب ہین مہ افسر و خورشید کلاہ
زیب دیتی ہے کسے افسری فوج نجوم | کون سردار ہے آفاق مین سیارہ سپاہ

منتظر جلوہ گری کے ہین یہ کسکی اختر
کسکی آمد ہے کہ ہے کاہکشان چشم براہ

رونق اسلام کو دے رکھی ہی کسنے ایسی
کفر و دین دونون پکار اُٹھتے ہین اللہ اللہ

پوچھتا تھا مین فلک سے کہ یہ آواز آئی
ایسے نامی کے نشان سے نہین کیا تو آگاہ

مشرق برتری و مجد و علے کا ہے وہ مہر
مغرب داوری وجود و سخا کا ہے وہ ماہ

جسکی کرسی کا ہی کرسی سے بھی کچھ پایہ بلند
عرش سے رتبہ مین برتر کہین فرش درگاہ

نامی ناموران خسرو والا گہران
مامن ذی ہنران داور آفاق پناہ

یعنے آقاے کرم گستر و ممدوح جلال
قدردان قیصر سان شیخ حسین ذیجاہ

شاد و آباد رہین دائمی جاہ و اقبال
اور سرگشتہ و برباد عدوے بدخواہ

رباعی

درمدح جناب جہانگیر میان صاحب بہادر برادر عزیز القدر و لیعہدی جناب نواب شیخ حسین میان بہادر دام اقبالہما

کیا زیر فلک بلند تقدیر ہے تو
کیا صاحب عز و جاہ و توقیر ہے تو
اکبر سے بھی کچھ بڑھکے ہے شوکت تیری
اس عہد ہمایون کا جہانگیر ہے تو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طالب ہین سبھی جسکے وہ مطلوب ہے میرا
معشوق بھی عاشق ہین وہ محبوب ہے میرا

تو جسکا ہی طالب وہی مطلوب ہے میرا
تو جسکا ہی عاشق وہی محبوب ہے میرا

بے پردہ ترے دیکھنے کا حوصلہ کرکے
دل آپ مری آنکھ سے محجوب ہے میرا

طاعت مری یا عجز پسند آئے جو تجھکو
حقا کہ وہی فعل بہت خوب ہے میرا

بڑ مار اٹھا حشر مین کچھ ہین تو وہ بولے
بکنے دو یہ دیوانہ مجذوب ہے میرا

اک بندہ نوازی کی ادھر بھی نگہ لطف
امید مین کب سے دل معتوب ہے میرا

کہتا ہون گنہ کرکے مین ناکردہ گنہ ہون
اے شان کریمی عجب اسلوب ہے میرا

رحمت تری بھولی ہوئی تھی دیکھکے مجکو
یاد آ ہی گیا بندہ مغضوب ہے میرا

کہہ سکتے ہین کیسے کو بھلا اپنے برا ہم
سنکر نہ کہے دوست یہ مکتوب ہے میرا

جو آنکھ ہی مشتاق تری مجکو ہے پیاری
جس دل مین ترا عشق ہے محبوب ہے میرا

طالب ہون فقط تیرا ہی اے آرزوے وصل
اے شوق طلب بس تو ہی مطلوب ہے میرا

یو چھپیگا نہ پردے سے نکلنے کی ہر اک وجہ
روپوش اسی سے بت محجوب ہے میرا

ایک اک عمل زشت کی گھڑیون ہے ندامت

یہ شغل جلال آٹھ پہر خوب ہے میرا

یہ کیون ہی جان بے چین آج کس پر اپنا جی آیا
پکارا اے بلائے اضطراب دل کہ جی آیا

زہی بیکس نوازی تیری اے تنہائی تربت
نہ گھبرانا ہم آئے وہ پیام بیکسی آیا

دل بیتاب کو کیا کہہ کے سمجھائے کوئی کب تک
گئے تھے وہ اسے دیکر تسلی مین ابھی آیا

کہو کیا حال ہی کیسے ہو جیتے ہو کہ مرتے ہو
کوئی اتنا نہ تھا جو پوچھنے کو جیتے جی آیا

کسی کا ہائے وہ پیغام بر سے پوچھنا آ کر
کہ کیون کچھ آپ مین کوئی ترے جانے سے بھی آیا

نہین کچھ ہوش یون گذرا ہی دل ہون آرزو سے
خبر کو میری کب اوس بے خبر کا آدمی آیا

جفا بھی ساتھ عاشق کی وفا کے یاد آئیگی
پشیمان ہو گئے پھر تم ذکر پھر دیکھو وہی آیا

غم دلدار جب آتا ہی دل خوش ہو گیا کیسا
مرا سرمایۂ عیش و نشاط زندگی آیا

سنبھالا درد نے فرقت مین دل کو بھی جگر کو بھی
ادھر گھبرا کے جا نکلا ادھر مضطر کبھی آیا

جہان عاشق زخود رفتہ ہوا پھر کب سنبھلتا ہے
تھا جبتک تھا اب کچھ خیال آیا ابھی آیا

اوٹھا درد جگر کس کے بٹھانے کو خدا جانے
تیری ہی ہے بیتابی مری دل مین کوئی آیا

جو آنکلے ہو ٹھہرو دیکھ لو میری تڑپ کو تو
کوئی دم بیٹھتا بھی ہے کہین جب آدمی آیا

تسلی کچھ نہ تسکین ہم کے دینا بیقراروں کو
تڑپتے چھوڑ جانا بس جلال اونکو ہی آنا

نہ بنتے ہی مرقد عاشق تہ افلاک تھا
قبر کا نام کہین تھا نہ نشان خاک تھا

جان لیتا وہ اگر سینے مین کچھ باک تھا
ہائے ہم موت کے خواہان بت سفاک تھا

کہنے کیونکر مجھے جانا کہ ہون دیوانۂ عشق
گم تھے ہوش گریبان بھی مرا چاک تھا

خوب شرمائی ہوئی آنکھ ونکی دیکھا عاشق جب
اوس سے بڑھ کر تو وہ شوخ آپ بھی بیباک تھا

ہم جو شاکی ہوے کیون اوس بت خونریز کے
دل یہ ہر لالہ کہ بیتاب تھا چالاک تھا

جان جب پاک محبت نہ کسی کی دیکھا
کون سا تھا وہ کہ بیٹھا جو یہان پاک تھا

مجھکو ملتا تو کلیجے مین رکھتا اے دل
کیا لگا وے کسی پیکان کی مین تاک نتھا

پھاڑتے اپنا گریبان ہم اسیر کیونکر
ایکجنون جامۂ گل یار کی پوشاک نتھا

غرق دریاے محبت ہی کا تھا بیڑا پار
ڈوبنے والے سے بہتر کوئی پیراک نتھا

سب تری زلف کے بل اس سے الجھکر نکلے
شانہ تھا یار ہمارا دل صدچاک نتھا

ہاے ادس سی ہو شکایت تو اسی کی شب وصل
گلۂ بخت نتھا شکوۂ افلاک نتھا

آکے کیا دل مین چھپے تجھسے مرے شرما کے
اوٹھتے ہی آنکھ کا پردہ تمھین کچھ باک نتھا

دل مین خاک اڑتی تھی اونکے مری بابت جلال
تھی صفائی نہ کدورت کبھی کچھ خاک نتھا

کیا حسن مین شہرہ ہے بت ماہ لقا کا
اللہ رے نمود آگے ہی اب نام خدا کا

کہتی ہے قضا کشتہ ہمین اوسکی ادا کا
کیا سہر ہے لیتی ہے قضا نام ادا کا

کیون آرزوے وصل صنم دی تھی خدایا
گھٹتا ہی پڑا عاشق مضطر کی دعا کا

اس شوخ نے خلوت مین طلب ہمکو کیا ہے
ٹلیجا ہے چہرہ دم بھر کو تو احسان حیا کا

خود ہی دل گم گشتہ سراغ اپنا لگا لے
کچھ لگتی ہے کچھ تو پتا دے اس ادا کا

پہلا کے بھلا روٹھنے کچھ گر سنا ہوت
عاشق وہ تجھے جانتے اپنی صدا کا

شام شب فرقت سے ہے بدتر سحر اسکی
آنا ہی ہے اندھیر کا جانا ہی بلا کا

دل کوکوئی مستانہ روش شوخ سے پہنچے
سر آنکھون پہ اپنی قدم اس لغزش پا کا

آئے کبھی تقدیر سے وہ شیشہ گھڑی بھی
بت شکوہ ہمارا کرین ہم شکر خدا کا

کو سے ہی کوئی دیکھ کے بیمار کو اپنے
القصہ بہر طور محل اب ہے دعا کا

یاد آگئین کچھ اور جلال اسکو جفائین
بیہودہ سے کبھی اظہار نکرتا تھا وفا کا

پہلو مین جب نہ دل رہتے نہ دلدار رہی رہا
آیا کبھی کچھ مزہ جیسر تو بیکار رہی رہا

تاثیر دیدنی ہے اُن آنکھون کے عشق کی
اچھا بھی ہو کے صورتِ بیمار ہی رہا

دل کے خوشا نصیب کہ ہی جلوہ گاہِ دوست
کمبخت دیدہ طالبِ دیدار ہی رہا

گو ٹھوکرون سے گنبدِ مدفن مٹا مگر
مدفن مرا ترے پسِ دیوار ہی رہا

کیا تھی کسی کی ترچھی نظر کچھ نہ پوچھیے
اک تیر تھا کلیجے کے جو پار ہی رہا

دل جیسے رُک گیا کبھی اُس سے ملے نہ ہم
انکار یون ہوا کہ پھر انکار ہی رہا

کیا نیند ہوشیار تھی اُسکی شبِ وصال
سو بھی گیا وہ فتنہ تو بیدار ہی رہا

توبہ بھی دل دُکھانے سے کی یار نے تو کیا
عادت جو تھی جفا کی دل آزار ہی رہا

آ بھی گیا جو وہ نہ ہوئی مشکل اپنی سہل
دم توڑنا فراق مین دشوار ہی رہا

عشقِ بتان کا جرم نہ بخشا خدا نے بھی
انکا گناہگار گنہگار ہی رہا

بس بس جفائین کر چکے لو مٹ گیا جلال
اب وہ وفا رہی نہ وفادار ہی رہا

دیکھو اچھا نہین نظرون سے گرانا دل کا
دونون عالم مین رہیگا نہ ٹھکانا دل کا

پوچھتے کیا ہو کہ کیا چیز ہے آنا دل کا
دین و دنیا سے اسے کہتے ہین جانا دل کا

بولے ہنسکر جو کہا رو کے فسانا دل کا
دل لگی سمجھے تھے کیا آپ لگانا دل کا

اُس سے گرویدہ رہا کرتے تھے لاکھون دلبر
یار تھا عہد جوانی مین زمانا دل کا

کبھی تڑپا کے کبھی دے کے تسلی اُنکو
روز آ کر نئے پہلو سے ستانا دل کا

کبھی رکھ لیتے ہین جوڑے مین کبھی محرم مین
اُنسے سیکھے کوئی دل لے کے چھپانا دل کا

کوچۂ عشق مین جس دن سے قدم رکھا ہے
کہین کھونا ہمین دل کا کہین پانا دل کا

یہی ہم سنتے ہین کچھ پردہ نشینون پکار
بے پکارے ہوے بہتر نہین آنا دل کا

کیا لگاوٹ کی نگاہون سے ہوا ہی مشکل
بیٹھکر پہلوئے دلبر مین بچانا دل کا

اہلِ دل کے لیے راحت نہین اُس سے بڑھکر
جسکو سمجھا ہے وہ بیدرد دُکھانا دل کا

عشق مین ہم یہ نصیحت کیے رکھتے ہین جلال
رازدان کو بھی نہ تم بھید بتانا دل کا

حسرتین پوچھین جو اے عشق ٹھکانا دل کا
نہ بتانا اونھین مسکن نہ بتانا دل کا

کسی قاصد کو نہ بھیجین گے کہین پھر حاشا
عہد لے گا خبر یار کو جانا دل کا

میل کرتا ہے جو ہمسے نہ ملے غیر سے آنکھ
تمکو آتا ہی نہین دل سے ملانا دل کا

اوٹھ چلا جب کوئی پہلو سے وہین دیکھ لیا
چلتے پھرتے کسی جانب نظر آنا دل کا

چشم خوبان مین یہ گھر کرتا ہے پتلی بنکر
تمنے دیکھا نہین آنکھو مین سمانا دل کا

کام کچھ اور نہین اسکے سوا عاشق کو
آپ مٹنا کہ محبت مین مٹانا دل کا

آپ اور آکے کرین گرم مرے پہلو کو
ایسے پہلو سے ہے منظور جلانا دل کا

پھوٹ بہتا تھا یوہین آبلہ اسکا کوئی
ہاے کیون چھوڑ دیا تمنے ملانا دل کا

دوستی کا نہ کبھی بھول کے کرنا اظہار
دیکھو دشمن نہ جلال اسکو بنانا دل کا

جس دل کو ڈھونڈھتا تھا وہ ہمنے بتا دیا
لے درد عشق تجھکو ٹھکانے لگا دیا

زیر زمین بھی لینے لگا کروٹین کوئی
کیا جانے کسکو خاک مین اسنے ملا دیا

تا صبح ہمنے سر کو پٹک کر شب فراق
تقدیر کو عجیب تماشا دکھا دیا

دم توڑنے مین بھی یہ اٹھانا تھا ہمکو داغ
پہلو سے اپنے آپ کسی کو اوٹھا دیا

خاک اپنی بیٹھتی نہین اٹھکر زمین پر
صرصر نے آسمان پر ایسا چڑھا دیا

تیغ ادا لگائی تھی ہنسکر کسی نے کیا
جب زخم دل سے آنکھ ملی مسکرا دیا

اوسنے بگڑ بگڑ کے ادا سے شب وصال
بگڑے ہوے نصیب کو میرے بنا دیا

یون ہمنے کی بسر شب تنہائی فراق
تصویر تھی اک آگئے اسسے بھی ہٹا دیا

ارمان وصل دل سے نکلنے کو ہے جلال

دل کی تڑپ نے کیا کوئی پہلو بتا دیا

ارے شوق سے دوست تو بن کسی کا
نہونا سوا میرے دشمن کسی کا

دبانے لگا اوٹھتا جوبن کسی کا
اوٹھانے لگا دل کڑا پن کسی کا

مرے خاک و خون تو بہت لپٹے قاتل
نہ ٹھہرا مگر تیرا دامن کسی کا

اب آنکھون مین کب چھپ کے آتی ہین نظرین
کہین دیکھ پایا ہے روزن کسی کا

مرا شوق بیتاب انھین کر چکا ہے
وہ پردہ اولٹتی ہے چلمن کسی کا

بہار اور مرغ چمن مین فغان کش
خزان چھینے لیتی ہے گلشن کسی کا

ڈھلے یارب اوس وقت تک کا ہمارا
کوئی ہاتھ ہو زیر گردن کسی کا

وہ شرمائی آنکھون نے مارا کسیکو
وہ دل لیچلی شوخ چتون کسی کا

ہمین بھی وہ بت اپنا بندہ بنالے
مقرر ہو تو اے برہمن کسی کا

سلامت رہو کیا لگا لی نے ٹھوکر
بنا ہی تھا جیسے مدفن کسی کا

کوئی اوٹھ کے پھر بھی پھاڑے گریبان
دبا لو انگوٹھے سے دامن کسی کا

ندیکھون اگر جلوہ طور بھی ہو
سمایا یہ نظرون مین جوبن کسی کا

جلال اس سے کیون دوستی ٹھنی تھی
یوہین بنگیا کیا وہ دشمن کسی کا

کوئی پھاڑے اودھر دامن کسی کا
ادھر ٹکڑے ہو پیراہن کسی کا

کسیکو بد کہے دشمن کسی کا
نہ سننے دیگا اچھا پن کسی کا

اگر ناصح کو بنتا تھا مرا دوست
بنا کاہے کو پھر دشمن کسی کا

دو عالم کا ہی گردن پر اگر خون
بری کردے گا بھولا پن کسی کا

کسی کی روح تڑپے گی عدم مین
نہ ٹھکرائے کوئی مدفن کسی کا

پسینا منہ کا اس میکش کے پونچھے
الٰہی یون ہو تر دامن کسی کا

وہ آئے حضرتِ دل اے حسینو | اوٹھے تعظیم کو جوبن کسی کا
بلا سے ٹوٹ جائے توبہ اے شیخ | نہ ٹوٹے دل جنابِ من کسی کا
نہ کر غماز یان اے نالہ دل | ابھی تو راز دان تو ہن کسی کا
ہنسے میری تڑپ پر خود مرا خصم | کوئی دیکھے یہ اوچھا پن کسی کا

نہ ہو کیونکر جلال اوسکا زمانہ
فلک کا دوست ہے دشمن کسی کا

آستان بوسی جس در کے وہ در چھوڑ دیا | بھاری پتھر تھا فقط چوم ہی کر چھوڑ دیا
گرمیِ آہ نے کیا جلد اثر چھوڑ دیا | لب کو تو خشک کیا آنکھ کو تر چھوڑ دیا
آہین کرنے مین بھی دیکھا جو ضرر چھوڑ دیا | ہنسنے وہ ہائے جگر ہائے جگر چھوڑ دیا
پھر گیا جب سے کوئی آکے ہمارے در تک | گھر کے باہر ہی پڑے رہتے ہین گھر چھوڑ دیا
سیر کو مجمعِ عشاق کے نکلا جو وہ شوخ | اک ادھر ہاتھ لگایا اک ادھر چھوڑ دیا
دونون آنکھین نہ نکلوائے کوئی اس در سے | دیکھ لینا وہ کبھی ایک نظر چھوڑ دیا
کس کا منہ دیکھ کے اوٹھتے تھے یہ کس کا غم ہے | آئینہ دیکھنا کیون وقتِ سحر چھوڑ دیا
آنکھین کیون بند ہین دریافت تو کر کچھ اے دل | پوچھنا بیخبرون کی بھی خبر چھوڑ دیا
زاغِ گلشن سے یہ پر کاٹ کے بولا صیاد | لے کیا رحم کہ ٹوٹا ہوا پر چھوڑ دیا
چھوڑ دے کوئی جو زلفون کو تو پوچھون اونسے | اوس پھنسے دل کو مرے تم نے کدھر چھوڑ دیا
غش مین چھوڑا ترے دامن کی ہوا نے مجھے | اور تجھکو عرقِ شرم مین تر چھوڑ دیا
دل مین گھر کر گئی یہ خانہ خرابی کس کی | در ہی پر آ ہو کھڑے رہتے ہو گھر چھوڑ دیا

بیٹھ جاتے انھین دل تھام کے دیکھا تھا جلال
چھوڑ دی دل نے فغان اونسے اثر چھوڑ دیا

دل سے ارمان اگر کوئی بمشکل نکلا | خود تڑپتا ہوا ساتھ اوسکے مرا دل نکلا

دوست ہی دشمنِ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا — رگِ گردن میں چھپا خنجرِ قاتل نکلا
میرے ہی دم سے فروغِ انجمنِ یار کا تھا — مٹنے والا ہی غرض رونقِ محفل نکلا
چٹکیاں لاکھہ مرے دل میں وہ لیتا ہی مگر — وہی پہلو میں جگہہ دینے کے قابل نکلا
سو گیا آکے شبِ وعدہ ہمارے گھر میں — ہم تو ہشیار سمجھتے تھے وہ غافل نکلا
میرے دلبر نے جو محفل کو ٹٹولا آ کے — نکلے دل والے ہزار ایک ہی بیدل نکلا

کیا اثر تیرے کلیجے کی تڑپ کا تھا جلال
تیر بھی اوسکا ترے سینے سے بسمل نکلا

چپ ہی کچھہ خون کرکے بسمل کا — واہ کیا پوچھنا ہے قاتل کا
شوق کہتا ہے اسکی محفل کا — سیکھہ رکھو سنبھالنا دل کا
شوقِ مجنون نے وہ لگاوٹ کی — اوٹھہ گیا آپ پردہ محمل کا
ہم بھی اک بندہ خدا تھے بتو — عشق نے بندہ کردیا دل کا
کھلے وہ اوٹھہ گئے کہ مشکل ہے — سہل کرنا تمھاری مشکل کا
چل سکے رک جائے حلق پر خنجر — اب ترحم غضب ہے قاتل کا
رگِ جان سے ہو تم قریب تو کیا — دل سے ہے بعد لاکھہ منزل کا
کھینچ لائے اگر اوسے مجھہ تک — کیا ہے نقصان جذبِ کامل کا
چٹکیاں لے کے اُف تو کرنے دو — یوہیں بر آئے مدعا دل کا
ٹپکیں آنکھوں سے اشک سرخ مگر — دیکھہ کر رنگ اوسکی محفل کا

نام اوس بیوفا کا لو نہ جلال
ذکر اب کیا گئے ہوئے دل کا

دل اک حسین کا جب سے نیازمند ہوا — ستم نصیب بلاکش جفا پسند ہوا
ہزار آنکھہ سے اوجھل وہ سینہ بند ہوا — نگاہِ شوق کا لیکن نہ کام بند ہوا

کیا بھول گیا تو سحرِ وصل بنانا
دیکھو نہ جفا مین کرو تم اہلِ وفا پر
شکوہ ہے ترے حسن خداداد سے او بت

نر… دیجور بنا کر
او… با روگے یہ دستور بنا کر
… بگاڑا ب تجھے مغرور بنا کر

تقدیر سے پوچھون گ… بنا تو اپنی
کچھ خوش ہو… رنجور بنا کر

پھرا دل اگر تیر فرگان سے بچ…
اوڑے میری خاک اُنکے و…
کدھر قیس کو لیگئی اُسکا…
سرِ میکدہ آکے بھی ش…
… بنا ہے
کیا دست وحشت … دل کو
کوئی ٹیس اگر …ے تو چھپا
کبھی یاد … بنا تو اے دل
نکلنا … مین لے کے دل …
الگ …عون سے ہین دل کی پھانسین
… اک تیر… نذر …
…ری خاک اوڑانے سے حاصل
…ھہ اگر بیقراری نے چھوڑا

کہان جائیگا تیرے پیکان سے بچکر
ہوا پر ہے وہ اُسکے طوفان سے بچکر
ہین دیکھون تو میرے بیابان سے بچکر
نکل جاؤگے بزمِ رندان سے بچکر
پڑا کچھ ہے اپنے گریبان سے بچکر
جئین گے نہ ہم دردِ ہجران سے بچکر
زرا او چھپے زخمون کے احسان سے بچکر
مگر اُسکی زلفِ پریشان سے بچکر
… نکلے ہین کانٹے گلستان سے بچکر
جو کچھ رہ گیا چشمِ گریان سے بچکر
…ہ وہ مر کوئے جانان سے بچکر
کہان جا سکے گی دل و جان سے بچکر

کہو عشق مین دین و ایمان کا رہنا
جلال اک بتِ نامسلمان سے بچکر

…لڑکے بھی نہ رہی ایک ڈھنگ پر
تماشے وصل کی شب دیکھا ہی بخت

وہ صلح کرکے بیٹھے رہین کچھ آمادہ جنگ پر
سر تخت … مین پھڑ… دن وہ سوئین پلنگ پر

کھوئے کسی کے تیرے دوپٹے کی بوٹ نے ہوش
لایا ہے کوئی رنگ دولائی کے رنگ پر

محرم کے بند دیکھو نہ باندھو تم اتنے چست
پڑتا ہے ہاتھ ادھر بھی گریبان تنگ پر

عالم کسی کی اٹھتی جوانی کا دیکھ کر
بیٹھے ہوئے دل آنے چلے پھر امنگ پر

اس سنگدل سے دل کے ہوا سخت اپنا دل
پتھر ہمارا شیشہ بنا گر کے سنگ پر

کیا پھول ہے جلال گل داغ عشق دوست
آتا ہے اسکی بو سے مست ہوں گہہ غش ہوں رنگ پر

کیا ضد ہے یار دیکھ بھی چپک اک نظر ادھر
کیسے پکارتا ہے مرا دل ادھر ادھر

کتنے ہی غش پڑے ہیں تری جلوہ گاہ میں
بھیجو کوئی ادھر سے کوئی بھیجو ادھر

آئینہ بھی ضرور انہیں تجمل میں دیکھنا
پھر دیکھنا کنکھیوں سے بھی کچھ ادھر ادھر

کرتا ہے دست شوق سے کیا کیا لگاؤ میں
دامن ترا ادھر دم رخصت کمر ادھر

کیا سیر ہے ادھر جو مرا دل ہے بیقرار
ہنستا ہے دیکھ دیکھ کے زخم جگر ادھر

نزدیک تھا میں دل نالاں جو رات بھر
آئی صدائے نالہ وحشت اثر ادھر

برہم ہوئے وہ ساتھ سلانے پر اسقدر
کروٹ بھی ضد کے مارے نہ لی رات بھر ادھر

کمبخت دیکھتا نہیں دیکھو تو کیسے کبھی
پھر کر ادھر سے آئے گا کیا نامہ بر ادھر

اچھا یہ بے سبب تھا دل خانہ خراب کا
آئے تو پوچھتے وہ رقیبوں کا گھر ادھر

ان سے تمام بزم مخاطب مگر ہمیں
سب کی طرف وہ ہیں متوجہ مگر ادھر

آنا یہ انکا یاد رہے گا ہمیں جلال
کھوئے گئے جو آئے کبھی بھول کر ادھر

دے حکم تو در پر ترے حاضر ہو کر
پڑ رہے کوئی مسلمان بھی کافر ہو کر

چٹکیاں لینے کو بس رہ چکے پنہاں دل میں
کبھی پہلو میں بھی آ بیٹھیے ظاہر ہو کر

حسن رخسار کا دیکھیں جو طلسم آئینہ میں
دنگ رہجائیں خود آنکھیں تری ساحر ہو کر

کوئی کیون دیکھے نکلتے ہوے دم عاشق کا
چلدے اول ہی سے رخصت دم آخر ہوکر

جبہہ سائی کا ارادہ تو ہو پہونچا دیگا
در تک اُس بت کے خدا حافظ و ناصر ہوکر

پیچلی گھر سے جو وحشت تو پکاری زنجیر
کہیے تو مین بھی قدمبوس ہون حاضر ہوکر

دل یہ کہتا ہے قدم کوے بتان مین رکھنا
خوب سا رسم و رہ عشق سے ماہر ہوکر

غیر کیون ہمکو اُٹھاتا ہے تری محفل سے
آپ اُٹھ جائینگے برخاستہ خاطر ہوکر

دفن کرتا ہی نہین اپنے ہی کوچہ مین وہ بت
اک مسلمان کا یہ پاس ہے کافر ہوکر

درد فرقت کو نہان رہ کے کبھی تڑپا نا
پھانس کی طرح کھٹکنا کبھی ظاہر ہوکر

ڈھونڈھتے رہ گئے پہلو ہی تعجب ہے جلال
حال دل اُس سے نہ تم کہہ سکے شاعر ہوکر

ردیف کاف تازی

مری شاکی ہی خود میری فغان تک
کہ تا لو سے نہین لگتی زبان تک

نہ لانا اسکا نام اے دل زبان تک
نہ بتلانا جو پوچھے رازدان تک

کوئی حسرت نہ رہ جائے مٹا کر
مرے روٹھے ہوے دل کو یہان تک

مری بیتابیون کا دیکھہ کر رنگ
کوئی بھولا ہے اپنی شوخیان تک

تجھے پہونچا دین ہم کعبہ کو اے شیخ
جو تو لیچل ہمین کوے بتان تک

جگہ کیا درد کی بھی چھین لے گا
جگر کا داغ پھیلے گا کہان تک

اثر نالون نے جو تھا وہ بھی کھویا
بہت پچتائے جا کر آسمان تک

رہا سینہ پر اُسکا ہاتھ تا دیر
نہ پہونچا ہاے پھر درد نہان تک

فلک تیرے جگر کے داغ ہین ہم
مٹائے جا مٹاتا ہے جہان تک

وہ کیا پہلو مین بیٹھے اُٹھ گئے کیا
نہ لین جلدی مین دو اک چٹکیان تک

کوئی مانگے تو آکر منتظر ہے
لیے تھوڑی سی جان اک نیم جان تک

رہے تیرا قفس صیاد آباد
ہمین لیچل اس اجڑے آشیان تک

اٹھائے سے اجل کے مین نہ اٹھتا
وہ آتے تو کبھی مجھ ناتوان تک

ادھر بھیجا ہے قاصد کو یہ کہکر
خدا تجھکو نہ پہونچائے وہان تک

جنون سنگ آگیا ہون دے اجازت
کہان سے جیب کو پھاڑون کہان تک

جلال نالہ کش چپکا نہ ہوگا
وہ دیکھ لین منہ مین زبان تک

ردیف کاف فارسی

تم چلو دامن اٹھا کر میرے مدفن سے الگ
جب مری خاک بھی ہو چھوٹ کے دامن سے الگ

کہتی ہی ہجر مین اس گل کے ہمین بلبل بھی
آپ جیسے بیٹھ کے نالے مرے گلشن سے الگ

دیکھ رکھیے ان اشارونکو بھی ہو بزم
سامنے دوست کے کیون بیٹھیے دشمن سے الگ

ملکے دل آنکھ سے اسکی نہو چالاک اتنا
چال رہبر کی ہوا کرتی ہے رہزن سے الگ

آفتین کرتی ہین برپا مری چشم و دل پر
کچھ جوانی کی امنگین ترے جوبن سے الگ

ساتھ چھوٹے ہوے اسکا ہوئی مدت اے عشق
مجھسے میرا دل نادان ہے لڑکپن سے الگ

روز فرقت کی پریشانی خاطر ہے کچھ اور
اسکو پاتا ہون شب ہجر کی الجھن سے الگ

واہ کیا اس سے لگاوٹ تری تلوار نے کی
ایک ہی وار مین سر تھا مری گردن سے الگ

دیکھ جاتے ہین الگ مجکو تڑپتے در پر
جھانک لیتے ہین وہ دیوار کے روزن سے الگ

دل کا ویرانہ بھی ہے یار سے آباد کلیم
جلوہ گہ اور ہے اک وادی ایمن سے الگ

پھول کیا انکے گلی سے تری لیجائے کوئی
کانٹے بھی رہتے ہین اس باغ کے دامن سے الگ

روح کو تو مری بیچین نہ کریے پس مرگ
روئیے فاتحہ پڑھکر مرے مدفن سے الگ

رسم ہر ایک سے ہے ہمکو جدا گانہ جلال
دوست سے لاگ الگ رکھتے ہین دشمن سے الگ

ردیف لام

چھلکے او ساقی تری مستانہ چال
اپنی بھی بھولا ہے کچھ پیمانہ چال

کیون پریون پر اپنا آئے دل
ہوش مین آکر چلے دیوانہ چال

دوڑ پڑتا سنکے مرتا ہے کوئی
ہائے رے آنکی وہ بیتابانہ چال

جان پڑین کھیلتے ہین دیکھ لو
چلکے اٹھکھیلی کی معشوقانہ چال

جل سمجھا وہ اور یہ جاتی رہی
شمع سے کیا کر گیا پروانہ چال

وہ جو آئے مین خود رفتہ ہوا
چل گیا مہمان سے صاحبخانہ چال

اپنی ازخود رفتگی کو دیکھ کر
بھر گئی آنکھون مین اک مستانہ چال

طور پر چل یہ اشارہ کس لیے
ہمسے اور اسے جلوہ جانانہ چال

جب دیا جھٹکا اک اسکی زلف نے
چھیڑ دے گا دوسری کی شانہ چال

قبر پر آئے ہو ٹھکراتے بھی جاؤ
اک رہی جاتی ہے گستاخانہ چال

پھر گئین آنکھین بھی ہمسے نزع مین
اپنے بھی چلنے لگے بیگانہ چال

رات بھر پی دنکو مے سے توبہ کی
سیکھ رکھ زاہد یہ تو رندانہ چال

دل ملاتا خاک مین لیکن جلال
ہمسے کوئے یار مین چلتا نہ چال

تم حضرت دل اور مدارات کے قابل
کہنا جو نہ مانے وہ نہین بات کے قابل

ای تو سہی منہ چوم لون اٹھکر سر محفل
کہنا یہ ذرا پھر نہین تو بات کے قابل

ہمسے نہ ملے کوئی مگر ہم بھی تو ناصح
سمجھین اسے جب ترک ملاقات کے قابل

تارے کسی افشان کے تصور مین گنین گے
لو مشغلہ اک ڈھونڈھ لیا رات کے قابل

دم بھر کو تری وعظ مین ہم بیٹھ لے واعظ
برسون نہ رہے بزم خرابات کے قابل

کہتے ہین بلا رد ہوئی عشق کی تم سے
کیا دل بھی نتھا جان کی خیرات کے قابل

ہمکو ستم و جور کے لائق تو وہ سمجھیں — اچھا نہ سہی لطف و عنایات کے قابل

مینے جو کہا دو کوئی گالی ہی تو بولے — یہ منہ نہین اس تحفہ و سوغات کے قابل

ٹھکرا دو مرے سر کی طرح قبر بھی میری — کیا گنبد مدفن نہین اک لات کے قابل

ابر آٹھ کے خرابات مین کرتا ہے اشارے — ہو او کوئی میکدہ برسات کے قابل

جوبن جو حسینون کو بھی سینہ کا دکھاؤ — سب کہدین کہ بس ہو تمہین اس گات کے قابل

چپ لگ گئی اسوقت سے قدرت سے خدا کی — بت ہمکو سمجھنے لگے جب بات کے قابل

ہمت ہے جلال اپنی وہ پامرد کہ سمجھی
اس دولت دنیا کو بس اک لات کے قابل

ردیف میم

فراق مین ہین مخاطب غم و ہراس سے ہم — کہ اک امید مین گھبرا گئے ہین یاس سے ہم

کہو تو دور سے دیکھین نہ دیکھین پاس سے ہم — نظارہ کرلین کوئی دم نگاہ یاس سے ہم

ہمارے گھر مین کسی کی جو آمد آمد ہے — ادھر اودھر ترے پھرتے ہین بدحواس سے ہم

اگرچہ ہان شب وعدہ وہ آنیوالے ہین آج — مگر ہین شمع کے مانند کچھ اداس سے ہم

جنون کے داور محشر سے ہونگے فریادی — اسی دریدہ گریبان پھٹے لباس سے ہم

بتون مین جلوہ ہے کسکا جواب دے عارف — سوال کرتے ہین آج اس خداشناس سے ہم

امید اب بھی ہے آتا ہے کوئی عہد شکن — نہ ٹوٹی مرکے بھی درگذرے ایسی آس سے ہم

کچھ انکو بھی ہے ہمارا خیال پوچھتے ہین — کبھی گمان سے اپنے کبھی قیاس سے ہم

بٹھا دیا جو کہین جاکے ناتوانی نے — پھر ایک دو سے اٹھینگے نہ سو پچاس سے ہم

ہماری وصل کی بھی رات ہائے یون گذرے — ادھر وہ شوخ ہے چپ چپ ادھر اداس سے ہم

جلال دل کی تڑپ یو ہین دور ہو شاید
اٹھائے دیتے ہین لو انکو اپنے پاس سے ہم

لا خوب سا قاتل اسے لپٹا لین گلے ہم
خنجر ترا کرتا ہے اشارے کہ چلے ہم

مل مل کے نہ کیون روئین بہت دل کے گلے ہم
دل کا کہین آنا کہے دیتا ہے چلے ہم

بیٹھے ترے کوچے مین تو مر کر بھی نہ اُٹھے
ہل چل نہ بہت حشر کی ٹالا نہ ٹلے ہم

پامال اسے کیا ہمکو دکھا کر نہ کروگے
دل دے کے چلے جائینگے بے ہاتھ ملے ہم

کچھو پنچا جو شرر اوڑ کے کوئی آہ کا اپنی
ساتون فلک اکبار پکارے کہ جلے ہم

دیکھو ہمین بد کہتے ہو اچھا نہین کرتے
ہر طرح تمھارے ہین برے ہین کہ بھلے ہم

ٹھکرا کے وہ ظالم جو چلا دل نے صدا دی
لوٹے ہین یون خاک مین نازونکے پلے ہم

کیا جائینگی اور ہی سے اور پردہ ادا ہین
پھرتے جنھین پاتے ہین ان آنکھونکے تلے ہم

کہتا ہے کسی ابھری ہوئی گات کا جوبن
ڈھلتا رہا سینے سے دوپٹا نہ ڈھلے ہم

ارمان ترے وصل کا بولا یہ نکل کر
کیا یارون کو سینے مین شب وصل کھلے ہم

بھر آئی کہین آنکھ تو بولے مرے آنسو
اب تھمتے ہین کب ضبط کے تھامے سے چلے ہم

ایسا نہ کوئی تھا جسے دلسوز بناتے
کیا داغون سے اپنے شب فرقت مین جلے ہم

آمادہ اسے کر ہی دیا ذبح پر اپنے
دشمن کو لگا لینگے جلال آج گلے ہم

ردیف نون

انتظار اسکا جو ہم آٹھ پہر کرتے ہین
موسم قہر کا ان دہی بہیان کا نظر کرتے ہین

شکوے ہی کر کے شب وصل سحر کرتے ہین
یون بھی ارمان بھرے رات بسر کرتے ہین

کہتے ہین آتے ہین ہم ہوش سنبھالو اپنے
بیخبر کرنے کی پہلے سے خبر کرتے ہین

قہقہے تم جو لگاتے ہو عدو سے نالو غیر
وہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی کچھ اثر کرتے ہین

رحم بھی چاہیے او دل کے ستانیوالے
صبر کبھی دیتے ہین جو صبر اگر کرتے ہین

اک پریزاد بھی ہمسے تو مسخر نہ ہوا
حورین لٹتی ہین وہ کردار بشر کرتے ہین

آہی جاتی ہے ہنسی دل کی تڑپ پر انکو
ضبط ہر چند مرے زخم جگر کرتے ہین

دیکھنا اسکا ہے گو سب سے ملے بزم مین آنکھ
کہ اشارے وہ کنکھیون سے کدھر کرتے ہین

دل کو برباد کیا رہ گئے تو آنکھونکو خراب
کہین یہ خانہ برانداز بھی گھر کرتے ہین

غیر ان اشکونکو پونچھے گوارا ہے کسے
آپ غم مین مرے کیون آنکھ کو تر کرتے ہین

مجھسے سیدھا مری تقدیر کو ہو لینے دو
پھر بتا دونگا کہ یون ترچھی نظر کرتے ہین

فرقت غیر کی اک شب نہین کٹتی تم سے
اُن سے پوچھو جو یون عمر بسر کرتے ہین

تیرے غماز ترے نالۂ دل ہی ہین جلال
کہ ادھر کی یہی کمبخت ادھر کرتے ہین

محبت مین ہین شاکی بخت کے دل اور ہم دونون
کبھی اپنی جگہ تنہا کبھی ہو کر بہم دونون

عنایت دل جگر پر کرتے ہین درد و الم دونون
فراق یار مین فرماتے ہین اکثر کرم دونون

دل آیا ہی تری اُٹھتی جوانی اُبھرے جوبن پر
اکیلے پر نہین معلوم ڈھائین کیا ستم دونون

کلیجا ہو کہ دل خواہان ہے کچھ تیری نشانی کا
طلب کرتے ہین بس اک ایک تیرا نقش قدم دونون

قضا سے جان اگر چھوٹی مری لیگی ادا اسکی
اسی کی لیچکے ہین آج دونون سے قسم دونون

کسی کے تل جو کاجل کے مری نظرون مین پھرتے ہین
کچھ اپنی دونون آنکھون مین سمجھے ہین کم دونون

وہ تمکو دیکھنے آتے ہین یہ مژدہ دیا اگر
ترے قاصد کے میری دونون آنکھون پر قدم دونون

اگر مٹ جائے دل پروا نہین غم سے تو یہ غم ہے
رہینگے کسکے ہو کر پھر ترے درد و الم دونون

جلال آنکھین مری کہتی ہین اُس ظالم کی محفل مین
بکلوا لے گئے آخر اسی قاتل سے ہم دونون

دل یاد دلا کر انھین کچھ رات کی باتین
کیا چھیڑتا ہے دیکھیے بد ذات کی باتین

ہر بات پر آمادہ تکرار ہے وہ شوخ
ہم سمجھے یہ ہین ترک ملاقات کی باتین

مشہور بہت کچھ ہے جو بگڑی ہے کسی سے
اڑ جائیگی ہین سیکڑون اک بات کی باتین

وہ جذب دکھاؤ کہ اُسے کھینچ بلاؤ
ہاں حضرتِ دل یہ ہین کرامات کی باتین

دل پیچ سے زلفون کے نکل آئے کسی طرح
اسکو بھی سکھا دیجیے کچھ گھات کی باتین

سب جور بھلا دینگی شبِ وعدہ گُنگرے
ہمکو یہ ترے لطف و عنایات کی باتین

باتین تری تصویر سے کرتا ہون مین پہرون
کیا ہوتی ہین پھر اور مدارات کی باتین

کیون چپ ہین ہم اسوقت یہ یاد آگئی ہمکو
کچھ دل سے ہے اُس اُبھری ہوئی گات کی باتین

منہ سے بھی نہین بولتے تم صبحِ شبِ وصل
اللہ وہ سب بھول گئے رات کی باتین

واعظ کی سنون کیا مرے کانون مین پڑی ہین
اے شیخ بہت پیرِ خرابات کی باتین

باتین ہین جلال اسکی غمِ ہجر دن رات
کیا خوب ہین عشاق خوش اوقات کی باتین

غم ہی کو چھیڑے دلِ ناشاد مین
کچھ تو شوخی ہو کسی کی یاد مین

چپ ہوے ہین یون تمھاری یاد مین
آہ کا عالم ہے اب فریاد مین

جو ستم ہے لطف سے خالی نہین
کیا سلیقہ ہے تمھین بیداد مین

سُنکے میری اب تو کہتا ہے کوئی
درد ہے کمبخت کی فریاد مین

کھینچکر خنجر وہ مجھپر رہگیا
رحم کا جوہر نہین جلاد مین

دونون وہ شرمائی آنکھین ایک ہین
شوخیون کی طرز کے ایجاد مین

آہ بلبل نے قفس پھونکا تو کیا
آگ لگتی خانۂ صیاد مین

دل کا اُن نظرون سے گرنا قہر ہے
کب سنبھل سکتا ہے اس اُفتاد مین

بھولے بیٹھے ہو سب اندازِ جفا
آج ہو کس باوفا کی یاد مین

میرے دل سا بیوفا کب ہے وہ شوخ
فرق ہے شاگرد مین اُستاد مین

دوست کو بھی دشمنو کر لو شریک
سیرِ حسرت کی مبارکباد مین

دل مین بستے ہین مرے کچھ خوبرو
حسن کا بھی گھر ہے عشق آباد مین

عشق بت مین ترک ذکر حق جلال
کسکو بھولے واہ کسکی یاد مین

کیون ہے تو مجھسے دوست کا دشمن — او جفا دوست اے وفا دشمن
غیر دشمن نہ دلربا دشمن — دل ہی میرا ہے بس مرا دشمن
نہین تیرا مرے سوا کوئی دوست — نہین میرا ترے سوا دشمن
کون مانتا ہے دل کو جب پوچھا — دوست بولا یہ آپ کا دشمن
سبھی اس بت کے عشق مین ہین عدو — ہان فقط اک نہین خدا دشمن
کچھ نہ ملنا ہی اس سے بہتر تھا — ملکے سمجھے کہ دوست تھا دشمن
مجھسے سن سنکے خوبیان اسکی — دوست ناصح سا ہو گیا دشمن
یون کسی پر مرے کوئی کہ کہین — آفرین دوست مرحبا دشمن
چشم حسرت سے دیکھکر کہتے ہین — دوست کو خود بنا لیا دشمن
مسلک اپنا ہے دوستی کرنا — کوئی ہو اسمین دوست یا دشمن

مہربان دوست سے ہے جلال اگر
پھر ہمارا کریگا کیا دشمن

لیکے دل کیا ہمین جز غم وہ دیے جاتے ہین — پوچھ لو جاکے انھین سے وہ لیے جاتے ہین
لوگ قتل آپ ہی ہونے کے لیے جاتے ہین — اور قاتل کو بھی بدنام کیے جاتے ہین
کام دیسکتا ہے دل کا کہین داغ حسرت — کیا لیے جاتے ہین کیا آپ دیے جاتے ہین
آستینون کا لہو خود ہی نہو دامنگیر — ناحق اک شخص کا وہ خون کیے جاتے ہین
سب ہین مئے نوش تری بزم مین لیکن ساقی — ہم کچھ آنسو ہین کہ آنکھون مین پیے جاتے ہین
شوق سے دست جنون کپڑے ہمارے پھاڑے — کچھ سیئے رکھے ہین کچھ اور سیئے جاتے ہین
زندگانی سے تو مدت ہوئی مایوس ہوے — ہان اک امید پر اے یاس جیے جاتے ہین

مین جو کہتا ہون تمھین لیگئے دل کہتے ہین وہ
دیکھیے میرا ہی نام آپ لیے جاتے ہین

تم بھی کہتے ہو نہین درد جگر کا درمان
لو قدح زہر کا ہم آج پیے جاتے ہین

دوست بیرحم ہمین ذبح کرے یا نہ کرے
دشمن اپنی تو چھری تیز کیے جاتے ہین

پھیرنا دل کا مرے حق مین کچھ اچھا نہوا
جان کا روگ مجھے آپ دیے جاتے ہین

لے کے دل چل دیے دم بھی نہ نکلتے دیکھا
دیکھو منہ پھیرے وہ خود مطلبیے جاتے ہین

تیز دستی سے حسینون کی جو پھٹتے ہین جلالؔ
کہین ایسے بھی گریبان سیے جاتے ہین

آہ کا دلسوز ہون حسرت کے غمخوارونمین ہون
دوست تنہائی کا ہون حسرت کے مین یارونمین ہون

تم کہو بیباک ہو کر جفا کارون مین ہون
مین تو یہ بھی کہتے ڈرتا ہون وفادارونمین ہون

وا ہین عجب کچھ دونون آنکھین وہ آدھا بیدار
نیند بھی اس مست کی کہتی ہے ہشیارونمین ہون

کون اٹھواتا ہی دیکھون انکی محفل سے مجھے
ناز اسپر ہے کہ انکے نازبردارونمین ہون

دل کبھی جب انکی طرف سے بولنے لگتا ہی کچھ
بیکسی کہتی ہے مین تیرے طرفدارونمین ہون

جسکو ہو آزار عشق چشم چھپتا ہے کہین
دیکھ لو صورت نہ اچھونمین نہ بیمارونمین ہون

لے تو دل کو اداؤن سے وہ دزدیدہ نگاہ
ہان جو کچھ اسکو بھی دعوی ہی کہ عیارونمین ہون

دم مرا کہتا ہے لے نکلون گا اکدن اپنے ساتھ
مین تمھاری حسرت دل کے مددگارونمین ہون

اس سے ایدل جا لپٹنا کہہ کے گستاخی معاف
اور پھر یہ عذر بھی تیرے گنہگارونمین ہون

ابھری محرم اٹھتے جوبن کو تمھارے دیکھ کر
دیر سے ششدر ہے دل اسکا مین ان چارونمین ہون

چارہ گر مین کیا کہون کہتا ہی خود میرا مرض
لا دوا ہے نام جسکا مین ان آزارونمین ہون

دل یہ کہتا ہے ہمارا کیون نہ اترایا پھرون
لاڈلا عاشق کا ہون معشوق کے پیارونمین ہون

تو سہی شان کریمی دیکھ کر اسکی جلالؔ
بیگناہی بھی پکاری مین گنہگارونمین ہون

ڈھونڈھتے ہین دلِ گم گشتہ کو مین تو دونون
میری نظرین ہین پریشان ترے گیسو دونون

ایک آفت ہین تری نیند بھری آنکھین بھی
سامری کے ہین جگائے ہوے جادو دونون

وار چلتا ہے نگہ سے تری پہلے انکا
بڑھ چلے آنکھون سے بھی چالاک ہین ابرو دونون

دے کے لینا بھی برا دل اُسے دینا بھی برا
یہ تو اچھے نظر آتے نہین پہلو دونون

انکے زیور کی پھبن چھینے لیے جاتی ہے دل
کیا دو بہنیان ہین ترے ساعد و بازو دونون

دل ہی سینہ سے نہ دم تن سے نکلتے پایا
رات بھر ہجر مین ڈھونڈھا کیے پہلو دونون

نالہ کش دل ہی نہ تھا عشق مین آنکھین بھی مری
اپنی تقدیر کو روتی رہین یکسو دونون

دیکھیے نبھتی ہے کس طرح خدا خیر کرے
ڈر یہی ہے دل و دلدار ہین بدخو دونون

گل و بلبل کا نہ جمتا کبھی گلشن مین یہ رنگ
کچھ نہ کچھ رکھتے ہین میری تری خو بو دونون

حال پر ہے مرے شماتت مرے دشمن ہو کہ دوست
دیکھ کر آنکھون مین بھر لاتے ہین آنسو دونون

فکر پابوسیِ جانان مین سمجھاتے ہین یہان
لاکھ پہلو سرِ خم گشتہ کو زانو دونون

ناتوانی کا ہی کچھ بل انھین کچھ ضعف کا زور
عاشقون کے ہین یہی قوتِ بازو دونون

روزِ فرقت ہو کہ اپنی شبِ ہجران ہو جلالؔ
ایک ہی سے نظر آتے ہین سیہ رو دونون

نالہ کرنا دلِ حزین نہ کہین
چٹکیان لے وہ نازنین نہ کہین

اُس بھلا بیٹھے کو وفا کا مری
ڈر ہے آ جائے کچھ یقین نہ کہین

بیٹھے بیٹھے اُس اپنے رونے پر
ہنس پڑے کوئی ہمنشین نہ کہین

اُسکی محشر مین ہم کرین فریاد
داورِ حشر ہو تمھین نہ کہین

دم جب آ لوگے تم تو نکلے گا
خود ٹھہر جائے گا کہین نہ کہین

میرے دل سے نکل کے کچھ پھانسین
پھر اُس آرام سے رہین نہ کہین

قاصد اُسنے جو مجھکو لکھا ہے
رہ گیا ہو وہ خط وہین نہ کہین

منحصر لطف وصل اسی مین ہین
بھولنا ہان یہ تم نہین نہ کہین

کیون نہ چھپاتا ہے اسکو آنکھون سے
بدگمان دل سے ہون ہمین نہ کہین

جان لے غیر کی بھی میرے بعد
کوئی کہہ کر صد آفرین نہ کہین

تا ہے چند اپنی خواہشین ان سے
نزع مین بھی نہ کہنی تھین نہ کہین

نگہ شوق یاس سے اسکو
دیکھنا وقت واپسین نہ کہین

اف نہ کرنا کہ تیری چپ کی جلال
داد بھائیگی کہین نہ کہین

کرشمے لاکھہ آنکھی ہر ادا مین
ہزارون شوخیان ہین اک حیا مین

کسی کی شوخیان دیکھین حیا مین
کہ تجھکو اور دل بیتاب تھا مین

صنم کی بے نیازی کہہ رہی ہے
نہین کچھہ فرق بندہ مین خدا مین

بہت پچتاے اک بیدرد کو ہم
جگہہ دے کر دل درد آشنا مین

ہم آدھے رہ گئے گو اے غم ہجر
مگر کیا غم کہ پورے ہین وفا مین

کمی کرتا ہے تڑپانے مین کیون شوق
ابھی طاقت بہت ہے دست و پا مین

یہین جی جاتا جو وہ کہنے کہ مرجاے
بھلا ہوتا مرا اس بد دعا مین

مرا دل اب نہ لے کر چھوڑیے گا
گرہ دے لیجیے زلف رسا مین

دکھاے کوئی آئینہ تمھین کیا
رہو تم محو بس ناز و ادا مین

ہمین دیتی نہین دل کی تڑپ چین
اسی آفت نے ڈالا ہے بلا مین

ہمین کہتا ہے زاہد توسیہ کار
گری بجلی نہ تجپر اس گھٹا مین

جلال اپنی تمنا مین تھین جتنی
وہ سب بر آئین ترک مدعا مین

جب نئی طرز ستم کوئی وہ ایجاد کرین
یا درکھین کسی بھولے ہوے کو یاد کرین

قتل ہی آپ کرین یا ہمین آزاد کرین — دائم الحبس محبت کی کچھ امداد کرین

بخت بد دل کی خوشی کا کوئی پہلو تو نکال — کھلے ناشاد ہی ہمکو وہ کبھی شاد کرین

حضرت دل تو یہ فرماتے ہین دو عشق ہین جان — آپکی ہمین ہو جو رائے وہ ارشاد کرین

ہمنے لکھا ہے اُسے خاک مین ملنا اپنا — خط کو چھونکے نہ صبا کے کہین برباد کرین

بُت سی مینے بھی تو مان اُنکو بنایا ہے خدا — وہی کچھ میری نہ اللہ سے فریاد کرین

حسرت ذبح نے برسون جنھین تڑپایا ہے — کوئی دم چین تہ زانو جلاد کرین

کھینچی تھی کیون کوئی تصویر کہ صدمے کھینچے — تو یہ اس کام ہی سے مانی و بہزاد کرین

دل ویران مین تو خاک اُڑتی رہیگی یونہین — آپ پہلو کو نکل کر مرا آباد کرین

دیکھین تو بھاگ نکلتی ہین جفائین کہ وفا — ہم اُٹھاتے ہین ستم وہ ستم ایجاد کرین

بھول جانے کی کسی بت سے شکایت کبتک — اے جلال اس سے خدا ہی کو نہ ہم یاد کرین

کہا جو دل نے ترے جان نثار ہم بھی ہین — پکاری جان کہ حاضر تو یار ہم بھی ہین

ذرا تو ہجر مین بے چین او دل بیتاب — ارے خیال تو کر بیقرار ہم بھی ہین

نگاہ یار جو پھرتی ہے جلد جلد اس سے — جتادے دل بھی کہ بے اعتبار ہم بھی ہین

نگہ کے تیر سے برچھی مژہ کی کہتی ہے — ذرا سی چھیڑ مین سینون کے پار ہم بھی ہین

جو پوچھتا ہون رہ کوئے یار کہتے ہین خضر — تمھین نہین ہو غریب الدیار ہم بھی ہین

پکاری آرزوے دل چلی جو جسم سے جان — ہمین بھی لے نکل امیدوار ہم بھی ہین

بتون کے عشق مین عزت ہماری کھو بیٹھا — ذلیل بندون مین پروردگار ہم بھی ہین

پیادہ چلیے نہ ہمراہ نعش دور سے قبر — سوار آپ بھی ہوئین سوار ہم بھی ہین

نیاز مند تعلق ہی نہین ہے دل کا جلال — تڑپ کا قول ہے خدمتگذار ہم بھی ہین

بچاتے ہین تمھین الزام سے تمپر جو مرتے ہین
ادا پر جان دیتے ہین قضا کا نام کرتے ہین

کبھی کھلجاتا ہے جوڑا کبھی گیسو بکھرتے ہین
وہ میرے سوگ کے پردے مین بھی کیا کیا سنورتے ہین

نپوچھو زندگی کے دن گذرتے ہین یہان کیونکر
خدا اُنکو سلامت رکھے ہم بے موت مرتے ہین

اُٹھاتا ہے کوئی دل دے کے یون بھی رشک کے صدمے
ہم اُنپر جان دیتے ہین وہ دل کو پیار کرتے ہین

کہین سجدے کو بھی یہ بت تو ہم واللہ جھکجائین
خدا کا ڈر نہین اتنا جو کچھ بندون سے ڈرتے ہین

دیے جائین وہ ہمکو گالیان جھوٹا کہے جائین
ہماری تو یہ خو ہے بوسے لے لے کر مکرتے ہین

کبھی بندھوائین آکر بند ہمسے اپنی محرم کی
بتادین ان حسینونکو کہ یون سینے ابھرتے ہین

دوپٹا ہی سہی کوئی کفن اپنا بنانے کو
جو اُنپر مرنے والے ہین کچھ اُنسے لے ہی مرتے ہین

اُٹھاو در سے لاکھ اپنے جلال اُٹھتا ہے کب مر کر
تمھارے ناز اُٹھانے والے تمپر ناز کرتے ہین

درد ہی صبح تک جگر مین نہین
یا ہمین آج رات بھر مین نہین

جیسے اوجھل ہین سرمگین آنکھین
خاک حسرت بھری نظر مین نہین

کیا اگر آنسوون مین خون آیا
رنگ ہی اُنکے جب اثر مین نہین

مجھسے چار آنکھ ہے کہ حشر مین ہو
وہ ڈھٹائی مرے نڈر مین نہین

کس سے پوچھین جواب خط لایا
ہان کی عادت ہی نامہ بر مین نہین

صبح ہوتے نہ دیکھی اے شب ہجر
کیا سفیدی تری سحر مین نہین

روتی تقدیر پر ہنسے دل کی
زخم ایسا کوئی جگر مین نہین

کون آیا ہے کیا خبر اسکو
ہوش ہی تیرے بیخبر مین نہین

یاد اُنھین بزم غیر کی ہے جلال
آئے ہین پھر ہمارے گھر مین نہین

دل کے پہلو مین دل و دلدار دو رہتے نہین
متفق ہو کر غریب آزار دو رہتے نہین

دل ہو یا دلبر یہ بنکر یار دور رہتے نہین
ایک کے ہو کر کبھی عیار دور رہتے نہین

جاگزین دل مین ہوا ہی کیون آن آنکھون کا خیال
ایک گھر مین اک جگہ بیمار دور رہتے نہین

ایک دل کو تھامے رہتا ہے جگر کو دوسرا
ہاتھ عاشق کے کبھی بیکار دور رہتے نہین

دیکھ لیتے ہین جدھر وہ اک نگاہ مست سے
لاکھ بیہوشون مین پھر ہشیار دور رہتے نہین

درد بھی اُسکا رہے میرے جگر مین داغ بھی
ایک ایذا کش کے کیا غمخوار دور رہتے نہین

عشق گو کافر بنا دیتا ہے مومن کو مگر
اک گلے مین سبحہ و زنار دور رہتے نہین

کھولتے ہین دفتر اک ظالم کے شکوون کا عبث
بند کیون میرے لب اظہار دور رہتے نہین

دل ہو یا دلبر ہو اک ایذا رسان ہے عشق مین
ایک کے ہون درپئے آزار دور رہتے نہین

دل کے ارمانون مین بھی اتفاق ہے کچھ
[illegible] اگر ہین چار دور رہتے نہین

طور موسیٰ دیکھ کر کیون تجھکو جلتا ہے جلال
ایک کی کیا طالب دیدار دور رہتے نہین

ردیف واو

دلِ وحشی کو مرے ہوش مین لاتے کیون ہو
اور دیوانہ کو دیوانہ بناتے کیون ہو

فیصلہ ہی نہین منظور تو آتے کیون ہو
دیکھ لو ہم بھی نکلتے ابھی جاتے کیون ہو

چٹکیان لینے کا شکوہ جو کبھی کرتے تھے
بول اُٹھا دل اسے پہلو مین بٹھاتے کیون ہو

کچھ تو منہ سے کہو قصد اے جگر و دل کیا ہے
آج منہ کو مرے [illegible] کے تم آتے کیون ہو

دل مین گھر کرنے سے انکار سے رہ کر دل مین
دیکھو دیوار تم آنکھون سے اُٹھاتے کیون ہو

کیا یہ منظور ہے مر جائین گلا کاٹ کے خود
آج آنکھ [illegible] گلے سے لگاتے کیون ہو

بدگمانی مری کہتی ہے کہ پچھتاؤ گے
بھید [illegible] کوئی دل کا بتاتے کیون ہو

آنسو وہ آنکھ سے گر گر مری تم فرقت مین
آبرو خاک مین الفت کی ملاتے کیون ہو

کھولکر آنکھ وہ جلوہ جو نہین دیکھتے ہم
ہوش کہتا ہے کہ تم ہوش مین آتے کیون ہو

کسکا دل بالون مین رکھکر ابھی جوڑا باندھا
موئے سر کھولنے کے سر کو چھپاتے کیون ہو

وہ ستم بھی ہے ستم کوئی جو کچھ لطف نہ دے
جب ستانا نہین آتا تو ستاتے کیون ہو

بخت کہتا ہی مرا عشق مین کو سو دل کو
مجھسے مطلب مجھے کمبخت بناتے کیون ہو

شوق کہتا ہے مرا پردہ نشینون سے جلال
خود ہی اٹھ جائیگا تم پردہ اٹھاتے کیون ہو

دل ہو وہ چشم مست ہو بزم شراب ہو
کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو

عاشق کی جلد کوئی دعا مستجاب ہو
یا کام ہی تمام ہو یا کامیاب ہو

کیا اسکا شکوہ یار سے لایا نہ تو جواب
قاصد مرا سوال ہی جب لاجواب ہو

ابتک ہے یاد آکے وہ رہنا نگاہ مین
آنکھون کو کھولتے ہی نہین تم وہ خواب ہو

جلوت کے سارے لطف مبارک رقیب کو
خلوت ہو مین ہون اور تمھارا عتاب ہو

غمخوار بھی ہو حضرت دل جان نثار بھی
سب کچھ ہو جان کا مری لیکن عذاب ہو

غیرون کو تو پلائی ہے ہم پر چھڑک ہی دے
ساقی بچی کھچی جو سبو مین شراب ہو

یون تمکو پا کے مین ہون ز خود رفتہ تو بھی
تم بھی مری تلاش مین رہون خراب ہو

ایسے گئے کہ پھر نہ ادھر آئے تم کبھی
کیا میری عمر رفتہ ہو میری شباب ہو

وہ کیون نہ عاشقون مین ہو مشہور خوش نصیب
کمبخت انکی بزم مین جسکا خطاب ہو

کوشش کرے کچھ ایسی کہ اک بت ہو ہمسے رام
کوئی خدا پرست ہی صرف ثواب ہو

منہ ڈھانکتے ہو کیون مری میت پر آکے تم
آنکھین ہین بند شوق سے اب کیا حجاب ہو

دل ہی کسی کے عشق مین اپنا الٹ گیا
کچھ ڈر نہین ہے کیسا ہی اب انقلاب ہو

انکی طرف سے غیر نے لکھا ہے کچھ مجھے
ایسا نہو کہین مرے خط کا جواب ہو

احسان تمھارا وصل کی شب دیدہ ہائے شوق
سمجھکر جو تم کسی کے لیے فرش خواب ہو

روز سیاہ ہجر کی اللہ رے تیرگی
ڈھونڈھون چراغ لے کے یہ گم آفتاب ہو

دل میرا لاؤ دے بھی چکو بلکہ اسکے ساتھ
تم آکے بار بار ہمین دو تسلیان

ایسا ہی دل اک اور اگر دستیاب ہو
دینا ہو اور یہ دل پر اضطراب ہو

کوچہ سے اس صنم کے نکالا گیا جلال
تقدیر ہی مین تھا کہ خدائی خراب ہو

دل گم گشتہ سے ہے اتنی شکایت ہمکو
تمکو اک روز دکھا دینگے کہ یون مرتے ہین
بزم مین مجسے وہ کہنا کسی سدید کا ہاے
آئی جس بت پر اسے طرفہ بتائی شوخی
دل بیتاب کسی طرح نہ اب ٹھہریگا
مرکے بھی ہم ترے در سے نہین اٹھنے والے
آکے گردش مین ہوا کیا تجھے حاصل اے بخت
فاتحہ پڑھنے وہ گل آئے تو ہنستا آئے
اسکی تصویر سے بھی ہجر مین یہ باتین ہین
جتنا ہوتا ہے عداوت کا ادھر سے اظہار

کھو دیا آپ نے دنیا ہی سے حضرت ہمکو
حضرت عشق نے چھوڑا جو سلامت ہمکو
دیکھتا کیون ہے کنکھیون سے بحسرت ہمکو
دی ہے اللہ نے وہ شوخ طبیعت ہمکو
دے گئے ہین وہ تسلی دم رخصت ہمکو
دیکھین تو کیونکر اٹھاتی ہے قیامت ہمکو
دیکھ آرام نہ تجکو ہے نہ راحت ہمکو
رو چلی رات کو شمع سر تربت ہمکو
وصل کی تو ہی بتا دے کوئی صورت ہمکو
اتنی ہی ہوتی ہے اور اُنسے محبت ہمکو

کہتے ہین بوسہ نہ مانگا کرو تم ہمسے جلال
گالیان دینے کی ہو جائیگی عادت ہمکو

وہ سر کاٹے ہمارا بخت یاور ہو تو ایسا ہو
نہ در گذرے وفا سے ہم نہ باز آئے جفا سے تم
نرالوہا نہ مانا بسملون کی سخت جانی کا
کہین بت بھی آتی رحم کرنے حال عاشق پر
کوئی مانگے نہ مانگے ہم دیے دیتے ہین جان اپنی

وہی پھر رکھ لے زانو پر مقدر ہو تو ایسا ہو
ستمکش ہو تو ایسا ہو ستمگر ہو تو ایسا ہو
جو قاتل ہو تو ایسا ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو
ترس آجائے بیرحمون کو مضطر ہو تو ایسا ہو
لگا کر دل کہین جینا جو دوبھر ہو تو ایسا ہو

ادھر کچھ دیکھ کر وہ سنگدل اور ون سے کہتا ہے
ستم بھی کر نہین سکتے وہ ہم پر خوف دشمن سے
سب ارمان انکے دل کے میرے دل مین رہ گئے آخر
کیا ان خشمگین نظرون سے کچھ دل نے نہ اندیشہ
جگر کا خون کرکے چھپ رہی ہین واہ کیا بیٹھین

کلیجا آدمی کا دیکھو پتھر ہو تو ایسا ہو
کسی سے جو نہ ڈرتا ہو اسے ڈر ہو تو ایسا ہو
مبارک دیکھو صاحب جانہ کو گھر ہو تو ایسا ہو
نہ چھپکی آنکھ شیرون سے دلاور ہو تو ایسا ہو
نکلتے ہی نہین آنسو مرے ڈر ہو تو ایسا ہو

سر افتادہ کو تیرے جلال آگر وہ ٹھکرائین
زہے خوش طالعی تیری مقدر ہو تو ایسا ہو

درد دل کا ہے ترقی پر اگر ہونے دو
غیر پر ہے جو توجہ کی نظر ہونے دو
نیند عاشق بے نصیبون کی کہاں عمر کٹی
جوش گریہ کی ہے تاکید مرے آنسوون کو
دل ہجوم نگہ شوق سے کہتا ہے مرا
ہمسے بھی بزم مین ملتی رہین دونون آنکھین
کچھ شرارت کی سزا وصل ہی مین دل کو ملے
سنکے چپ آج ہوے رونگے کل پچھتا کے وہ
دی تو دو ہاتھ مین تم ہاتھ ابھی پچھتاتے ہین ساتھ
کچھ اشارے دل بیتاب سی عاشق کی رہین
یہی بہتر کہ ہماری نہ سنے داور حشر
ہاے کہنا شب وصل انکا تسلی کو مری
گفتگو ہی کسی بیدید سے کچھ حضرت دل
لڑکے تقدیر سے شب بھر مری خواہش ہولی

جاؤ تم حال مرا نوع دگر ہونے دو
دیکھ لونگا مین ان آنکھونکو ادھر ہونے دو
سوتے فتنون کو زرا اسکی خبر ہونے دو
تنگو رکنے سے غرض خون جگر ہونے دو
تا رخ یار ہمارا ابھی گذر ہونے دو
انمین تم خانہ خرابون کا بھی گھر ہونے دو
ان سے اچھا ہے آمادہ شر ہونے دو
تھوڑا تھوڑا مرے نالون کا اثر ہونے دو
اٹھنے دینے کی جو مانع ہے کمر ہونے دو
اور آنکھون کو ابھی شوخ نظر ہونے دو
ہم تو ڈرتے ہین بہت انکو نڈر ہونے دو
شام کیا پھر نہین آئیگی سحر ہونے دو
ہم ادھر ہی رہو آنکھون کو ادھر ہونے دو
اور یوہین کوئی دو چار پہر ہونے دو

ہم جو گھبرائے شب ہجر کی تنہائی سے
غم پکارا کہ بلاؤں کو خبر ہونے دو

تم عداوت کو بھی عاشق کی چھپاؤ اُس سے
دیکھو اس پر تو نہ دشمن کی نظر ہونے دو

گھس گئے ناخنِ غم فکر ہے کیا اسکی جلال
کہیں اچھا تو کوئی زخم جگر ہونے دو

بہت نہ اُس صنم بیوفا کو یاد کرو
کبھی تو حضرت دل تم خدا کو یاد کرو

اسیطرح کبھی اِک باوفا کو یاد کرو
کہ بھول جاؤ تغافل جفا کو یاد کرو

بلا سے کوئی جفا کش جو مٹ گیا مٹ جائے
چلو بس اب نہ کسی کی وفا کو یاد کرو

وہ بھول کر بھی شب ہجر میں نہیں آتی
ہزار اجل کو پکارو قضا کو یاد کرو

جو دل کو بھول گئے ہو ہمارے تم لیکر
تو جس سے لے گئے تھے اُس ادا کو یاد کرو

برائیاں یہ دل مبتلا کی کہتی ہیں خود
بھلا دو تم بھی نہ اُس مبتلا کو یاد کرو

کہے کوئی تمہیں ناآشنا تو پھر بیدرد
جو بھول کر کسی درد آشنا کو یاد کرو

یہ ہمسے صبح شبِ وصل شوخیاں کیسی
اُس اپنی رات کی شرم و حیا کو یاد کرو

پکارا دل جو میں بھولے سے سو گیا شب وصل
اُٹھو وہ راتوں کا اُٹھنا دعا کو یاد کرو

وہ کہتے ہیں جب اُٹھے انتہا کا سینہ میں درد
مرے شباب کی تم ابتدا کو یاد کرو

کسی کے لطف نے یوں سب بھلا دئے ہیں ستم
کہ یاد آتی نہیں جس جفا کو یاد کرو

جب اے صنم ترے ملنے سے یاس ہوتی ہے
امید کہتی ہے ہمسے خدا کو یاد کرو

جو چاہتے ہو کہ دنیا کے غم غلط ہو جائیں
جلال واقعہ کربلا کو یاد کرو

جگر میں دل میں سینے میں جہاں ہو
ترقی تیری اے درد نہاں ہو

محبت یوں کسی کی کر دے خود گم
پکارے بیخودی بھی تم کہاں ہو

لبوں پر اسلیے جان آگئی ہے
کہ میرا دل سے پہلے امتحاں ہو

وہ پورا جان نثاری مین ہو کیا خاک
تمھارے عشق مین جو نیم جان ہوئے

خوشا طالع کہ میرا غم کرے دوست
یہ مرنا کیون نصیبِ دشمنان ہو

اثر دیکھو گے کیا نالون کا میرے
اجی ہٹ جاؤ زیرِ آسمان ہو

ترا خانہ خراب او نقشِ الفت
مٹا جلد ہمکو یا خود بے نشان ہو

مرا درد اوس سے جا کر حضرتِ دل
کہو گے کچھ تمھین گو بے زبان ہو

جگر کے داغ کہتے ہو دکھا دو
نہایت دلجلو پر مہربان ہو

اٹھائے مجکو تو جب مین پکارا
اجل بولی کہ بیٹھو ناتوان ہو

جہانتک چپ سے نکلے عشق مین کام
بلا شرمندہ آہ و فغان ہو

دعا کوئے صنم مین ہے بس مرگ
کہ اپنا حشر بھی یارب یہان ہو

رہے جو دل مین آنکھ اسکو نہ دیکھے
جلال اللہ کتنے بدگمان ہو

ردیف ہائے ہوز

ہماری قبر کو ٹھکرا او یار آہستہ آہستہ
مٹاؤ مرقدون کا تم مزار آہستہ آہستہ

ہزار اٹھ کر چلے اپنا غبار آہستہ آہستہ
پہونچ ہی جائیگا تا کوے یار آہستہ آہستہ

پڑے ہم دیکھتے ہین چپکے چپکے اپنی آنکھون سے
نکلنا دم کا روزِ انتظار آہستہ آہستہ

خدا شاہد ہے لیٹا یا نہ تھا ہمنے بزور اسکو
ہمین بھی رنج فرقت دے فشار آہستہ آہستہ

کبھی ساتھ اپنے کوئی نالہ دل سے ہی نکلے گا
لبون تک آ تو جائے جان زار آہستہ آہستہ

کسی گل کی ہمین گلگشت کا یاد آگیا عالم
ذرا چلنا پھر اے بادِ بہار آہستہ آہستہ

جو کھو دیتا ہے جلد اپنے شکیب و صبر الفت مین
وہ دل لیتا ہے اے ہمدم قرار آہستہ آہستہ

زبانِ وصل کب دیتا ہے وہ گو یاس ہے اس سے
کہے جاتے ہین کچھ امیدوار آہستہ آہستہ

نپوچھا ہائے اس بیدرد نے اتنا کبھی ہمسے
یہ اف کر بیٹھنا کیون بار بار آہستہ آہستہ

کہین رہ رکھے مجبوری پر اپنی اہلِ فلک ہمکو
وہ رونا یاد ہے بے اختیار آہستہ آہستہ

جلال اللہ تیرا تیری سُن لے گا بہر صورت
ترے دل سے فغان کر یا پکار آہستہ آہستہ

آیا تھا کیون کہین مین دلِ بیوفا کے ساتھ
کمبخت نے خراب کیا مجکو لا کے ساتھ

بیٹھے بٹھائے آئی جو شامت تو آپ ہم
قاصد کو گھر کسی کا بتا آئے جا کے ساتھ

زخمِ جگر مین اپنے بھی ہوتی رہی چمک
شب کو کسی کے خندۂ دندان نما کے ساتھ

ہمسے بناؤ کر کے بگڑنا بھی کیا تمھین
آئینے نے سکھا دیا ناز و ادا کے ساتھ

کیا فائدہ جو مفت وہ بدنام ہوتے ہین
آتے ہین میرے گھر مین تو میری قضا کے ساتھ

ہم پر جو ہو ستم وہ کسی اور پر نہو
اتنی رہے ضرور عنایت جفا کے ساتھ

وعدے کی شب ہے المدد اے اضطرارِ دل
اُٹھ جائین پاے صبر بھی دستِ دعا کے ساتھ

کیا کیا پڑین فراق مین ہمپر مصیبتین
شکوہ کیا بتون کا نہ شکرِ خدا کے ساتھ

راضی ہین خاک کر دے جو اُس رہگذر کی چرخ
اچھا مٹین گے بھی تو کسی نقشِ پا کے ساتھ

ہنستا ہی بخت رونے پر اپنے کہ ہے بلند
اک قہقہہ بھی نالۂ دل کی صدا کے ساتھ

سینے مین اب ہمارے دلِ خون شدہ کہان
مدت ہوئی کہ لے گئے آنسو بہا کے ساتھ

آنکھین ہماری ڈھونڈھ رہی ہین وہ انکھڑیان
شوخی جھلک دکھاتی ہے جنمین حیا کے ساتھ

پھنسجائے دل جو زلف مین اُسکی پھنسا جلال
تم کیون بلا مین پڑتے ہو اِس بدبلا کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

پھر ہم اُنکے روٹھ جانے پر فدا ہونے لگے
پھر ہمین پیار آگیا جب وہ خفا ہونے لگے

کیون نہ دل اِن بھولی باتون پر فدا ہونے لگے
تھے ابھی برہم ابھی ناز و ادا ہونے لگے

تم تسلی مین نہ کرتا اپنی جانب سے کمی
گو تڑپ اِس سے مرے دل کی سوا ہونے لگے

بند ہوکر جلوہ گاہِ یار مین آنکھین کھلین
ہوش جاتے ہی ہوا اس اپنے بجا ہونے لگے

تجھسے بختِ غیر کے ہم بھی ہین یارب خواستگار
جب کوئی بیگانہ خو کچھ آشنا ہونے لگے

تو نے آج او بیوفا کیا جانی دنیا دیکھ لی
راہ پر آتا چلا عہدِ وفا ہونے لگے

دیکھتا ہے اس بتِ کافر کے تو کبر و غرور
ابتو دعوے خدائی یا خدا ہونے لگے

دیکھ کر شوخی تمھاری ہم دکھائینگے تڑپ
آج اچھا کچھ تمھین سے ابتدا ہونے لگے

نازسے کوئی مرے سر کو جو ٹھکرا کر چلا
شکر کے سجدے یہان پیہم ادا ہونے لگے

خود ہماری نارسائی پر تاسف ہے انھین
لو ہمارے بخت اب کچھ کچھ رسا ہونے لگے

دیکھ یہ چالاکیان اچھی نہین اے جذبِ دل
ہے وہ ملکر جہان تجھسے جدا ہونے لگے

وصل کی شب کے ہون خواہان تجھسے کیا ہم اے فلک
شام سے جب صبح ہونیکی دعا ہونے لگے

یہ کسی کے پیار کرنے کا نتیجہ ہے جلال
جان سے تم اپنی آخر کو خفا ہونے لگے

ہمین سمجھے بدخواہ دلبر کی خوبی
برے ٹھہرین اچھے مقدر کی خوبی

شبِ ہجر دلبر لحد سے ہے بدتر
کوئی دیکھے آکر مرے گھر کی خوبی

کہین جاکے روتا نہ بدنام ہوتا
یہ سب ہے مرے دیدۂ تر کی خوبی

برا کر دیا میرے قاتل سے مجھکو
رکا ہے جو چل کر یہ خنجر کی خوبی

ہمارا بھلا کر گئی عمر بھر کا
تمھاری شبِ وصل دم بھر کی خوبی

ہمین اچھے سب باوفاؤن مین ٹھہرے
یہ ادنی سی ہے اس ستمگر کی خوبی

مرے دل سے تو خوش ہون وہ مجھسے ناخوش
جلال اپنے اپنے مقدر کی خوبی

لٹک کے زلفین جو آڑی ہین کمر کسی کی لچک رہی ہے
بلا کی آئی ہین دو گھٹائین غضب کی بجلی چمک رہی ہے

بچھوڑتے ہم قدم جو نکلے تو ہای کیون ایڑیان رگڑتے
عبث یہ تقدیر کے ہین شکوے وہ آپ ہی ٹپک رہی ہے

ہماری اشکون کو روکتا ہے بھلا اُسے تو ضبط رو کے
فراق مین اپنی چشم تر سے جو ایک حسرت ٹپک رہی ہے

کبھی رولا کر ہنسا اسقدر کبھی ہوا خندہ زن مین اسیر
نپوچھو کل شام سے برابر جو دل لگی صبح تک رہی ہے

جب آپ ہی سی ہوا مین باہر تو پھر وہ بے جستجو ملیگا
کہان اُسے ڈھونڈھنے گئی تھی یہ بیخودی کیا بھٹک رہی ہے

کمند دیکھ آہِ نارسا کی نہ پہونچی تا بامِ یار اے دل
بڑھی نہ عرش برین سی آگے ابھی اُسی مین لٹک رہی ہے

حیا نگاہِ ادا مین باقی جو وصل کی شب سے تھوڑی تھوڑی رہی
وہ آنکھ مین اُنکی شوخیون کی جلال کیا کیا کھٹک رہی ہے

بیخودی ہے وصل مین بہتر کہ خلوتخانہ ہے
ہوش کو کیا دخل کیون آتا ہے کچھ دیوانہ ہے

وہ صنم اور اپنے شکوے شان ہے اللہ کی
ہر شکایت پر یہان اِک سجدۂ شکرانہ ہے

قِصہ خوان ممکن شبِ غم مین نہین ہوتا نہو
پند ناصح ہی سہی وہ بھی تو اک افسانہ ہے

کیا مرے پہلو مین چُپ بیٹھے ہو شرمائے ہوے
چُٹکیان ہی لو کہ یہ بھی نازِ معشوقانہ ہے

دل بُجھا جاتا ہے یہ کیسی شبِ وعدہ ہے آج
شام سے رخصت طلب ہمدم چراغِ خانہ ہے

اسکو کہتے ہین رسائی عشق مین تقدیر کی
یار کی زلفِ پریشان اور اپنا شانہ ہے

جا لپٹ محبوب سے کہتی ہے از خود رفتگی
آج بس اپنا ہی اُس محفل مین جو بیگانہ ہے

عشق مین رشک و حسد کو دخل ہم دیتے نہین
دوست سے بھی دوستی دشمن سے بھی یارانہ ہے

یاد جب آتا ہے پھٹتا ہے گریبان اے جلال
اُس پری کا ناز سے کہنا کہ تو دیوانہ ہے

ابتک تو دل پر اپنے ہمین اختیار ہے
اِتنی بتو عنایتِ پروردگار ہے

دل ہی نہین جگر بھی ترا خواستگار ہے
اے درد کوئی اور بھی امیدوار ہے

سینہ بسینہ ہوکے وہ دل کو مسل گئے
طرفہ یہ اختلاط انوکھا یہ پیار ہے

کر ہوگئے ہین گوشِ دلِ ناصبور بھی
کیا نالہ و فغان مین اثر کی پکار ہے

وہ بدگمان ہون دیکھون نہ بے پردہ خود انھین
اپنی نگاہ کا بھی کسے اعتبار ہے

بیٹھا کہین یہ مجھسے اشارے کرے وہ ہاے
مجبور محض ہین ہمین کیا اختیار ہے
پیکان کو اپنے دل مین مرے آکے ڈھونڈھئے
مدت سے ایک تیر کلیجے کے پار ہے
پھرتے نہ دیکھی یار کی تصویر کی نگاہ
جس سے دوچار ہے بس اُسی سے دوچار ہے

آہین جو وہ تو آپ مین آئے جلال بھی
اپنا بھی اُنکے ساتھ اسے انتظار ہے

بولتا ہی نہین الفت کی گواہی کیسی
دل کو چپ لگ گئی عاشق کیے آہی کیسی
بت ہے پھر کہین واہ نباہی کیسی
تیری مجھپر یہ عنایت سے آہی کیسی
دل کے اس مہر سے جو چمکا ہی مرا کوکب بخت
پھر یہ جھلکی تھی ابھی آسمین سیاہی کیسی
دیر تک دم مری آنکھون سی نہ نکلا دم نزع
راہ دیکھا کیا تیری کوئی راہی کیسی
دیکھتے کیا ہو کہین میان سے لو قتل کرو
جرم کیسا مری ناکردہ گناہی کیسی
منتظر حشر کا تھا دیکھ لو ن اسکو اے دل
آج جھگڑے کی مرے فیصلہ خواہی کیسی
قتل کر سکتی نہین دور سے کیا ترچھی نگاہ
بڑھ کے تلوار لگاتے ہین سپاہی کیسی
دیکھ تو آکے صنمخانہ کو میرے اے شیخ
جلوہ آرا سے یہان نشان الٰہی کیسی
وہ تو آتے ہی نہین مجھکو تسلی دینے
بیقراری دیے جاتی ہے گواہی کیسی
ہلکو اک جام نہ ساقی نے دیا وقت خمار
لیکے مُنہ رہ گئی اپنا سا جماہی کیسی
دل کو سینے سے پریشانی دل لے نکلی
آگئی حسرتون پر ہاے تباہی کیسی
دم آخر تو نظر پھر کے ادھر دیکھ لو تم
نیمجان کر چلے اب نیم نگاہی کیسی
نہ طلب جسکو وہ جو چاہتے ہین دیتے ہین
مانگنے سے نہ ملے فقر بھی شاہی کیسی
دل مین مشکل نہین آنا کہ تو عزت کی راہ
سہل فرما گئے محبوب الٰہی کیسی
خط مین حال دل پُر آبلہ ہمنے جو لکھا
نامہ بر پھوٹ گئے رو دی سم سیاہی کیسی
پردہ شرم مین بھی آنکھین تری کھل کھیلین
شوخیان کرتی ہی شوخ نگاہی کیسی

ایسی بگڑی ہے کچھ اس بت سے کہ کہتا ہے جلال
آبنی یہ ترے بندہ پر الٰہی کیسی

اُچاٹ دل مین پریشان سے نظر مین رہے
وہ گھر کی طرح کب آکر ہمارے گھر مین رہے

خدا کرے یونہین جھلبل تری نظر مین رہے
لٹک ہے زلف مین جبتک لچک کمر مین رہے

نہ دیکھے اور کوئی دیکھے یہ تری شوخی
تری نظر مین رہی یا مری نظر مین رہے

بتایا اپنی زخودرفتگی نے کوچۂ دوست
گذر کے آپ سے ہم اُسکی رہگذر مین رہے

کسی کا چاہیے درد نہان کو ہو رہنا
قرار دل ہی مین لے یا مرے جگر مین رہے

کہین نہ پھیر دین پانی سرشک غم اسپر
سمجھ کے حسرت دیدار اپنی چشم تر مین رہے

مری خبر شب ہجر آہ و نالہ کیا لیتے
وداع جذب دل و رخصت اثر مین رہے

دیا ہے لکھ کے کچھ اپنی تڑپ کا حال اسے
خدا ہی ہے جو یہ خط دست نامہ بر مین رہے

شریک دل کا قلق بھی ہو بیقراری کے
رفیق ساتھ ہمارے کوئی سفر مین رہے

اجل ہے صبح شب ہجر اور ہم اے چرخ
خدانخواستہ زندہ جو رات بھر مین رہے

جلال اپنی زخودرفتگی سے وصل مین بھی
پڑا رہا مین گلی مین وہ میرے گھر مین رہے

کچھ تری جذب کے ایدل جو اشارے ہوتے
غیر منہ تکتے وہ پہلو مین ہمارے ہوتے

تھا گوارا ہمین نشتر بھی جو مارے ہوتے
چٹکیان غیر کے لیتے نہ ہمارے ہوتے

آئے ہیں پھر اگر آتی ہے بلائے شب ہجر
آپ تو گھر کو سویرے سے سدہارے ہوتے

بد دعا ہی کوئی دو تم جو دعا گو کہتا
کوسنے بوسون سے بڑھکر انھین پیارے ہوتے

کھینچے لیتی ہے مرے دل کو ذرا منع کرو
دیکھو تصویر تمھاری یہ تمھارے ہوتے

سہرا گوندھ کے صدقے ہوئی مشاطہ تو کیا
ان بلاؤن کے لیے ہاتھ ہمارے ہوتے

قبر پر میری چڑھا جاتی نسیم سحری
رات کے ہار جو اس گل نے اتارے ہوتے

خوش نصیبی کبھی ہمپر بھی عنایت کرتی
کہکے کمبخت ہی اکدن وہ پکارے ہوتے

جُھنکے افشان نکل آتے جو کسی شب وہ اِدھر
قابلِ دید ہمارے بھی ستارے ہوتے

چُھپکے رویا کیے تم اس سے تو مین خوش ہوا
نالے سن سن کے مرے قہقہے مارے ہوتے

پیار کر لیتے اگر ہم کبھی لپٹا کے جلال
دیکھتے آپ کہ وہ اور بھی پیارے ہوتے

لگی ہے دل ہی کو کیا مضطرب جگر بھی ہے
اُدھر بھی حشر ہے آفت بپا اُدھر بھی ہے

اثر کا تیرے کہین اے فغان اثر بھی ہے
زمین پر تو نہین آسمان پر بھی ہے

ہمارے سامنے بیباکیان رقیبون سے
یہ کیا غضب ہے تمھین کچھ کسی کا ڈر بھی ہے

ہم آنکھین بند کیے سب تماشے دیکھتے ہین
کچھ اپنے مخبرون کی تمھین خبر بھی ہے

تمھین ہے شکوہ دلِ تنگ کا مرے بیجا
کہ پھیل پھیل کے رہنا جو ہو تو گھر بھی ہے

خدا سمجھتے ہین بت کو بھی عاشق بیخود
یہ سجدے کرتے ہین جسکو وہ اک بشر بھی ہے

کسی طرح انھین ٹھہرا لے او تڑپ دل کی
ترے شریک یہ حسرت بھری نظر بھی ہے

بہت اُٹھا کے ستم کچھ پکار اُٹھے نہ کوئی
ڈرا ہوا ہے جو مجھسے بڑا نڈر بھی ہے

جلال سے جو نہ پھر جائے لیکے دل اُسکا
دکھا دو پہلے ان آنکھون مین وہ نظر بھی ہے

دل ہے وہی دل جسمین محبت ہو کسی کی
آنکھین ہین وہ آنکھین جنھین حسرت ہو کسی کی

کیا صبح شبِ وصل شکایت ہو کسی کی
جب شام سے سو رہنے کی عادت ہو کسی کی

یاد آتے ہین ہم جب ستم آتا ہے کوئی یاد
احباب پر اتنی تو عنایت ہو کسی کی

بگڑے کوئی اورون سے بنی جان پر اپنی
عاشق ہی کے سر آتی ہے آفت ہو کسی کی

خود چھیڑ کے سنتے ہین شبِ وصل وہ ہمسے
اپنی کہ برائی ہو شکایت ہو کسی کی

آگ آتشِ فرقت نے لگائی ہے جگر مین
رسوا ہو لگی دل کی شرارت ہو کسی کی

کیا ہمین تامل ہے اگر آپ کے چلتے
آسان کوئی مشکل دمِ رحلت ہو کسی کی

مجھ رند سے ہے سب یہ خرابات کی ہو حق
بن بیٹھے کوئی پیر کرامت ہو کسی کی

مہمان بلا کر یہ سناتا ہے وہ ہمکو
شب باش مرے گھر ہو جو شامت ہو کسی کی

تڑپا ہی بہت کوئی الٰہی کہین دے چک
تھوڑی سی جو تقدیر کی راحت ہو کسی کی

کسطرح چلے آتے ہو پھر دلمین کسی کے
تم کوئی تمنا ہو نہ حسرت ہو کسی کی

بے چھیڑے تو گالی نہین دے بیٹھتے معشوق
خو ہی نہ یہ شوخیِ طبیعت ہو کسی کی

دل یار کا وہ دل ہے کبھی جس سے نہ نکلے
کینہ ہو کسی کا کہ محبت ہو کسی کی

بوسے جسے دے چکتے ہین کیا پھر نہین دیتے
اچھا جو مکر جانے کی عادت ہو کسی کی

وہ سیدھی نگاہین بھی جلال آئین نہ کچھ کام
ایسی بھی نہ الٹی ہوئی قسمت ہو کسی کی

منفعل رو کے چشمِ تر نہوئی
آہ شرمندہ اثر نہوئی

دردِ دل کی اسے خبر نہوئی
نہوئی آہ کارگر نہوئی

چٹکیان انکی لیگئین دل کو
ہم وہ غافل تھے کچھ خبر نہوئی

دل نے سینہ کو یون کیا خالی
پھر ملاقات عمر بھر نہوئی

لاکھ کی دل کی تمنے خاطر جمع
کم پریشانیِ نظر نہوئی

کوچۂ یار تک نہ پہونچے ہم
بیخودی تو بھی راہبر نہوئی

مجھ سے پوچھی نہ وجہ خاموشی
کچھ توجہ تمھین ادھر نہوئی

زندہ اے شوقِ وصل ابتک ہون
یاس غالب امید پر نہوئی

تھی محبت مین کون سی ایذا
جو عزیزِ دل و جگر نہوئی

اے شبِ ہجر کیسی بیداری
خواب مین بھی تری سحر نہوئی

خون کب دل ترا جلال ہوا

جسکے اشکون کو بھی خبر نہوئی

یون ہی بیخود نگہِ ہوش ربا رہنے دے
تا قیامت ہمین بیہوش پڑا رہنے دے

دل مین کچھ اور نہ عشق اپنے سوا رہنے دے
ہان مگر ایک ترے درد کو آ رہنے دے

ایسے دلسوز کو عاشق نہ جدا رہنے دے
داغ حسرت کو کلیجے سے لگا رہنے دے

یاوٴن امید ترے خانۂ دل مین پھیلائے
یاس کو بھی کسی کونے مین پڑا رہنے دے

ادھر آنکلے کوئی اور نکل جانے دو ن
بیخودی ہوش بھی جب میرے بجا رہنے دے

مجھسے منظور ہے خلوت تو یہ احسان اسکا
تھوڑی شوخی جو ان آنکھون مین حیا رہنے دے

دل کا خواہان نہین تجسے کوئی اے زلف سیاہ
اپنے ہی پاس یہ تو اپنی بلا رہنے دے

زخم تیغ نگہِ یار دکھانے کا نہین ؏
چشم دل سے بھی جگر اسکو چھپا رہنے دے

گالیان وصل ہی مین چھیڑ کے کھانا اسکی
کچھ تو اے شوق طبیعت مین قرار رہنے دے

جذب دل کھینچ نہ لے کہتی ہے اسکی تصویر
سامنے رکھ مجھے پہلو سے ہٹا رہنے دے

میرے دشمن کے عوض میری خبر لے آکر
ان بہانون کو تو للہ قضا رہنے دے

کعبہ تک اپنی رسائی نہین ممکن تو نہو
رہ پڑین دیر ہی مین ہم جو خدا رہنے دے

ہاتھ آنے کی نہین عرش کی زنجیر اے دل
اپنی اس دست درازی کو دعا رہنے دے

آرزو روٹھی ہوئی دل کو منالے اسکی
دم کو سینے مین خفا ہے تو خفا رہنے دے

اس تغافل سے تو بہتر ہے کہین اے دم سرد
کسی بیدرد کو سرگرم جفا رہنے دے

میری فریاد کی خود میری زبان شاکی ہے
کوئی دم تو مجھے تالو سے لگا رہنے دے

نہین رکتا دل بیتاب تو اے صبر نہ روک
دور بھی کر وہین کمبخت کو جا رہنے دے

یاد آجائینگے بھولے ہوئے جور اسکو جلال
شامت آئی ہے ارے ذکر وفا رہنے دے ؏

کلیجا دل مین مٹھا کیا کوئی بیدید ملتا ہے
نکل کر دیکھ لے کیونکر ہمارا دم نکلتا ہے

اکیلے کا کہین دو سرکشون سے زور چلتا ہے
دوپٹا لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے

خفا ہو کر ترے پھر بیٹھنے پر دم نکلتا ہے
ہمارا اگر دش تقدیر ہی سے کام چلتا ہے

طریق دلبری پردہ نشینون کا الگ پایا
فقط اک ہاتھ دل لینے کو پردے سے نکلتا ہے

عدو آسائش عشاق کا ہو رشک ہی انکا
کلیجا ہو ذرا ٹھنڈا تو دل کمبخت جلتا ہے

کسی حسرت بھرے دل کو مقرر آج مل ڈالا
کہ منہ سے کچھ نہین کہتا وہ چپکا ہاتھ ملتا ہے

ادا سے سامنے انکو دم آخر ہی آنا تھا
قضا کا وقت جب آتا ہے کب ٹالے سے ٹلتا ہے

کہے وہ دلربا بدبخت ہم کہلائین خوش قسمت
بدل جاتے ہین یون پہلو مقدر جب بدلتا ہے

مین سہلاتا ہون تلوے دل کو وہ پامال کرتے ہین
کسیکا ہاتھ چلتا ہے کسی کا پاؤن چلتا ہے

وہ ہمکو بیٹھ کر پہلو مین کچھ کہنے نہین دیتے ہین
پھڑکتا ہے کلیجا ہر ادا پر دل اُچھلتا ہے

مبادا اُٹھ نہ ہی کر بیٹھے تو او ظالم غضب ہوگا
بہت چپ رہ چکے ہم اب تو کچھ منہ سے نکلتا ہے

وہ دل بیتاب کردے جسکو شوخی انکی ہو نگی
کہین روکے سے رکتا ہے سنبھالے سے سنبھلتا ہے

جلال اچھا وہ دل مین چٹکیان لیتا ہے لینے دو
ہمارا غم غلط ہوتا ہے اسکا جی بہلتا ہے

لڑائی دلبر و دل مین پڑی ہے
ہماری جان مشکل مین پڑی ہے

دل و دین کچھ نہین رہزن سے بچتا
وہ لوٹ اس عشق منزل مین پڑی ہے

امید پائمالی مین کوئی لاش
ابھی تک کوے قاتل مین پڑی ہے

یہ ہے کس فتنہ محشر کی آمد
کہ اک ہلچل سی محفل مین پڑی ہے

ملا کر خاک مین مجنون کو لیلی
چھپائے منہ کو محمل مین پڑی ہے

عداوت کام آئیگی ہماری
پڑی رکھو اگر دل مین پڑی ہے

لگا کر دل ترے پیکان سے کیا لاگ
جگر مین جان بسمل مین پڑی ہے

پئے گلگشت ہے کون آنے والا
پکار اسکی عنادل مین پڑی ہے

جہان امید دل مین ہے کوئی یاس
ع رو میرا بنا کر میرے دل کو
کہین گھر سے جو ہمت لیچلی تھی
الگ چھالے سے ہے چھالا جگر کا

ضرور اُسکے مقابل مین پڑی ہے
محبت آپ مشکل مین پڑی ہے
تھکی ماندی وہ منزل مین پڑی ہے
عجب پھوٹ اپنی محفل مین پڑی ہے

جلال اُسکو نہ کھولو کیا کھلے گی
گرہ جو یار کے دل مین پڑی ہے

نہ چھوٹی بندگی ہم سے بتون کی چاہ مین تیری
سمجھ کر نقش پا ہی آکے اکدن بے نشان کردے
فلک تجکو جلا کر خاک کردونگا مین دم بھر مین
گرے تھے طور پر بیہوش ہوکر اک نقطہ موسیٰ
ترقی پر ہے ہر دم عشق بھی اے حسن روز افزون
جھپکتی آنکھہ تیری دیکھنے والون کی کیا آنکہ
خبر کچھہ دیدہ مشتاق کو اشک آکے دیتے ہین
صفت کرنا تھا ضبط گریہ عاشق کی ہنسی مین کر
کہین آنکھو نمین آچک نزع کی آسان ہو مشکل
وہ مجکو دے رہے تھے رنج یا دل تھام کر بیٹھے

الٰہی شکر اد اسکا ہو کیا درگاہ مین تیری
کہ ہٹجانے کو ہم بھی آپڑے ہین راہ مین تیری
ابھی مٹی ہے یہ ساری ہوا اک آہ مین تیری
پڑے ہین غش بہت ایسے تجلی گاہ مین تیری
عیان سب شان ہے تیری ترقیخواہ مین تیری
مگر ہان اک جھلک پاتے ہین مہر وماہ مین تیری
مقرر آمد آمد ہے دل آگاہ مین تیری
نہ گرمی آہ مین میری نہ شوخی واہ مین تیری
نکلجائے وہ دم جو سد رہے راہ مین تیری
کہ اونا شاد آفت کا اثر ہے آہ مین تیری

خیال سنگ در مین سنگ اسود کو دیا بوسہ
جلال اوبت نہ بھولا یاد بیت اللہ مین تیری

کیا بتادون تجھے قاصد وہ کہان رہتا ہے
آپ مین آئے کسی وقت تو پوچھین دل سے
آپ عاشق کے تڑپنے کا تدارک نکرین

دل سے دور اور قریب رگ جان رہتا ہے
کسپر آیا ہے کدھر گم ہے کہان رہتا ہے
چین سے رہتا ہے جبتک یہ تپان رہتا ہے

مدتون تم سے رہا جو دلِ ویران آباد
گھر ہے وحشت کا اب اُسمین خفقان رہتا ہے

بے فغان بھی تو نہین بیٹھنے پاتے چپ ہم
دمبدم داد طلب ضبط فغان رہتا ہے

کیا ہوا کیون کوئی نالان کسی کوچے مین نہین
اب تو سناٹا ہی دن رات وہان رہتا ہے

مر کے بھی منتظر آنے کا کسی کے تا حشر
کھولے آنکھون کو بحسرت نگران رہتا ہے

نکل آتی بھی ہے سینہ سے کبھی عشق کی بھاپ
مگر اک درد کلیجے مین نہان رہتا ہے

دل کو کیون کوچہ محبوب سے لاتے ہو جلال
وہین کمبخت کو رہنے دو جہان رہتا ہے

نکلنا پھنسکے زلفون مین دلِ دیوانہ کیا جانے
بلا مین پڑ گئی ہے اسکی جان اُسکی بلا جانے

بتون کو کون ہے ہستی جسے کرتا ہے کیا جانے
نہ پوچھ اے شیخ بندہ اسکو کیا جانے خدا جانے

شکایت یار کی کیسی یہ سب خوبی ہے قسمت کی
ہم اچھا اُسکو سمجھینگے وہ گو ہمکو برا جانے

طبیعت آکے عاشق کی لگائے چاہے جس بت سے
وہ آئینِ جفا جانے نہ دستورِ وفا جانے

خط اُسنے لے لیا قاصد سے اتنا جانتا ہون مین
نہ پڑھنے کا سبب میرے مقدر کا لکھا جانے

ہٹے خود ہم کہ نقشا عشق مین جمجائے کچھ اُسکا
اب اسپر بھی جو مٹجائے تو نقشِ مدعا جانے

وہ میرا پوچھنا لے کر بلا مین کیا کیا دل کو
وہ اُنکا ناز سے کہنا ہٹو میری بلا جانے

کسی سے آشنا ہوتا ہے کب بیگانہ خو ایسا
جو کہتا ہے تجھے کچھ جانتے ہین ہم وہ کیا جانے

قضا تو آنکھ لگتے ہی نہین آجاتی عاشق کو
وہ پھر مارا پڑا کیون یہ جلال اُسکی ادا جانے

اب یہان کہتے ہین کیون ہاتھ ترا رکھا ہے
دل تو ہم نے لئے پھر سینے مین کیا رکھا ہے

کچھ خبر اُسکو نہین مرتے ہین ہم جس بت پر
پھر الٰہی ہمین کیون تو نے جلا رکھا ہے

نکلے کیونکر مری آنکھون سے تری حسرتِ دید
سات پردون مین اسے دل نے چھپا رکھا ہے

کہتے ہین حشر مین چکیجائیگا جھگڑا تیرا
ہمنے خود اُسکو اُسی دن پہ اٹھا رکھا ہے

بزم مین غیر کے پہلو سے وہ اُٹھتے ہی نہین
اور پھر سامنے ہمکو بھی بٹھا رکھا ہے

شام سے آ کے وہ سو جاے تو اچھا سو جائے
بخت کو تو شب وعدہ نے جگا رکھا ہے

دل لگی رہتی ہے فرقت مین اسی سے تو ذرا
کچھہ تو سمجھے ہین لگی کو جو لگا رکھا ہے

دل یہ کہتا ہی جگہہ دوست کو دیکر مجھہ مین
دشمن اپنا مجھے خود تمنے بنا رکھا ہے

چرخ سے پوچھہ دو عاشق کی طرف سی یہ جلال
کیون ستائے ہوے کو تونے ستا رکھا ہے

دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہے
کمبخت اُبھارے سے اُبھرتا ہی نہین ہے

کیا غمزہ معشوق سنورتا ہی نہین ہے
عاشق کا کبھی سوگ اُترتا ہی نہین ہے

جب آئنہ تم دیکھہ چکے غیر کو دیکھا
پیار اور کوئی کیا تمھین کرتا ہی نہین ہے

کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یارب
مرتا ہے جو انپر کبھی مرتا ہی نہین ہے

بھرتا ہے جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل
اس زخم کو دیکھا ہے کہ بھرتا ہی نہین ہے

ہم خواب مین لے آئے ہین اک شخص کے چٹکی
اسکا تو خیال اُنکو گذرتا ہی نہین ہے

کیا اُسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو
مرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہے

لیتا ہے کوئی دیکھین تو کیونکر عوض خون
قاتل ہے جو اپنا وہ مکرتا ہی نہین ہے

پوچھا تھا کہان جاتے ہو مہمان تو بولے
کیا گھر مین کوئی رہ کے ٹھہرتا ہی نہین ہے

جبتک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھہ دخل
یہ یاد رہے سینہ اُبھرتا ہی نہین ہے

جیتے رہو پھر دیکھہ کے عاشق کو یہ کہنا
کیا جان غضب مین ہے کہ مرتا ہی نہین ہے

اتنا جو کہا چوم لون منہ چڑھ گئی تیوری
غصہ مرے بانکے کا اُترتا ہی نہین ہے

کیون منفعل جور شب وصل ہو کوئی
کچھہ شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہین ہے

کسنے اُنھین کل رات سے مہمان کیا ہے
اک خواب نے کیا ہمکو پریشان کیا ہے

لے خاک مین پھرا و فلک آج اسکو ملا دے
پھر ہمنے شب وصل کا سامان کیا ہے

جلوت ہو کہ خلوت ہو اُسے ڈھونڈھ رہے ہین
کیا خانہ خراب آنکھون نے حیران کیا ہے

اک عاشق نالان کو نکلوا کے عدو نے
کیا کوچۂ محبوب کو سنسان کیا ہے

مرمٹنے کا حاصل بھی کوئی عشق مین اے دل
کیا تو نے ارادہ یہ مری جان کیا ہے

دیوانہ کیا اور ہمین اُسنے جو پوچھا
یہ آپ نے کیون چاک گریبان کیا ہے

یاد اپنی جفا مری وفا کرکے شب وصل
خود آپ کو ظالم نے پشیمان کیا ہے

دل ایک ہی کافر تھا مرا اے صنم اسکو
کلمہ ترا پڑھوا کے مسلمان کیا ہے

کیا چین سے اب ہم ہین جلال اُنکی بدولت
لیکر دل بیتاب کو احسان کیا ہے

لاکھ بل ہین ابھی تقدیر مین پڑنے والے
وہ سلامت رہین مین بنکے بگڑنے والے

یون وہ روتے ہین مجھے نقشہ مرا کرکے تمام
اب جھگڑتا نہین کچھ ہمسے جھگڑنے والے

تالحد ساتھ وہ میت کے نہ بیدل آئے ہین
راستے ہی مین گرے جاتے ہین گرنے والے

اب نہ اُن ابرو مین بل ہین نہ ترچھی نظرین
پڑ چکے پیچ وہ ہمپر تھے جو پڑنے والے

تیرا لاکھا ہو کہ مسّی کی دھڑی ہو او شوخ
رنگ دونون کے نہین جم کے اُکھڑنے والے

پاؤن پھیلائے ہین کوچے مین ترے شرم کی
تیرے ہی ہاتھ ہے او ہاتھ پکڑنے والے

برسون رکھتا ہے جدا وصل ترا دم بھر کا
دیر یہ ملنے مین او جلد بچھڑنے والے

لڑچکا آکے گلے سے بھی لپٹ جا شب وصل
اب ذرا صلح بھی کرلے مرے لڑنے والے

ہر ادا چاہتی ہے اُسکی کہ لیجاؤن ہین دل
ایک جھگڑا ہے بہت سے ہین جھگڑنے والے

وصل محبوب کی تدبیر ہماری تقدیر
یہی عالم مین ہین دو بنکے بگڑنے والے

خود بنا لینگے گڑھے ڈال کے قبر اپنی جلال
ایڑیان کوچۂ جانان مین رگڑنے والے

مجھ سے کہتے ہیں وہ سرکا کے نقاب آنکھوں سے — گھورتا ہے ہمیں کیوں خانہ خراب آنکھوں سے

دیکھ لینے کے گنہگار ٹھہرائے عشق — ہائے دل پر جو ہو دیکھیں وہ عذاب آنکھوں سے

دیکھیں اتنا تو کہ بیٹھا ہے مرے پاس وہ شوخ — دو گھڑی دور رہیں شرم و حجاب آنکھوں سے

مست نظارہ ساقی مجھے کر دیتا ہے — میں عوض جام کے پیتا ہوں شراب آنکھوں سے

رکھ کے سر سو گئے ہوں غیر کے وہ زانو پر — کبھی اللہ دکھائے نہ یہ خواب آنکھوں سے

کچھ تو ہے برہم شب وعدہ کوئی زلفیں ہیں گواہ — چتونوں سے ہے عیاں غصہ عتاب آنکھوں سے

شرمگیں تیری نگاہوں سے ہی کچھ دل کا سوال — چاہتا ہے کوئی شوخی کا جواب آنکھوں سے

حکم دل کا ہے لگی آ کے بجھاؤ میری — عرض کرتے ہیں یہ آنسو کہ جناب آنکھوں سے

عشق سامان خرابی کے دکھاتا ہے جلالؔ
دیکھیں کیا کیا ہمیں ان خانہ خراب آنکھوں سے

آس باقی ابھی او دل کی لگی رہنے دے — قطع امید نکر اس سے لگی رہنے دے

چھوڑ کر پہلوئے دلبر کو مرا دل آتا — بیقراری کہیں جب چین سے بھی رہنے دے

نہ نکال اسکو کھٹکنے دے یونہیں اے غمخوار — عشق کی پھانس کلیجے میں چبھی رہنے دے

حال پرسی وہ کرے آکے خوشا بخت اے دل — شکر کر اسکا شکایت کو ابھی رہنے دے

حسرت دید کا اسکی نکر اظہار جلالؔ
دیکھ کام آئیگی آنکھوں میں چھپی رہنے دے

ساقی تری مستانہ ادا اور ہی کچھ ہے — یہ بیخودی ہوش ربا اور ہی کچھ ہے

ہم جس بت کافر کی محبت کے ہیں بندے — اے شیخ وہ بت ہے نہ خدا اور ہی کچھ ہے

سرشاروں کا کیا پاؤں بہکتے نہیں دیکھا — او مست تری لغزش پا اور ہی کچھ ہے

اب لطف سے پیش آئے بھی کوئی تو کہیں ہم — بیداد ہی کر لطف جفا اور ہی کچھ ہے

رخصت طلبی اسکی ہے کیوں جان کی خواہاں — یہ تو نہ ادا ہے نہ قضا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہین صنم موہنی آنکھون کی دکھا کر — یہ سحر نہ شوخی نہ حیا اور ہی کچھ ہے
مجھپر جو ستم ہاے وہی میرے عدو پر — تم سمجھے ہو کچھ مجھکو گلا اور ہی کچھ ہے
اُف تک نہین کرتے ہین محبت کے خفا کر — پھر کہتا ہے ظالم کہ وفا اور ہی کچھ ہے

جب دیکھتا ہے حال جلال اک صنم کر
کہتا ہے کہ منظور خدا اور ہی کچھ ہے

پوچھنا میری آرزو مجھسے — پھر یہ رنجش کی گفتگو مجھسے
ابھی چٹکی یہ کہنے لی اے دل — کیون چھپاتا ہے اسکو تو مجھسے
تم ملا دو تو خاک مین ملجائے — بیشتر میری آبرو مجھسے
دل یہ کہتا ہے پہلے خود گم ہو — سیکھ لو اسکی جستجو مجھسے
بیوفائی کرے ہزار وہ گل — نہ چھپے گی وفا کی بو مجھسے
میرا دشمن بناتے ہین اسکو — دوستی کرتے ہین عدو مجھسے
چھیڑ کر انکو گالیان سننا — چھوٹتی ہے کہین یہ خو مجھسے
ہاے انکا وہ آئنے سے خطاب — تو نے دیکھے ہین خوبرو مجھسے
ہجر ساقی سے توڑ ڈال اے شیخ — چھین کر ساغر و سبو مجھسے
چپکے ہی چپکے دل کے خواہان ہو — نہ اشارے نہ گفتگو مجھسے

لاکھ یہ آستان چھڑائے جلال
چھوٹتا کب ہے لکھنؤ مجھسے

ہم بھی قدر اپنی وفا کی نہین کھونے والے — او جفا کرکے پشیمان بھی نہونے والے
مار اُتارا مرے بے پردہ نہونے والے — اب تو منہ کھولدے منہ ڈھانک کے رونیوالے
وصل کی شب بھی بجا گئے کا مقدر اپنا — صبح کر دینگے سر شام سے سونے والے
نگہ شوق کو ٹھہرائے کوئی نا محرم — چھپنے والے ہین کہین سامنے ہونیوالے

اپنے ملنے کا بتا خود ہی ٹھکانا مل کر
ڈھونڈنے والے کو کہین سے ٹھکر دیوانے

پاک کرنے کہین دامن کو تو اپنے پہلے
آستینون سے مرے خون کے دھونیوالے

زخم دل کا جو ہوا دل کی تڑپ پر خندان
ہنس پڑے خوبی تقدیر کو رونے والے

دل نے طوفان محبت مین اٹھائے کیا کیا
خضر ہی ٹھہرے مری ناؤ ڈبونے والے

گوشۂ دل کو نہین چھوڑتی حسرت تیری
تنگ آکر بھی نکلتے نہین کونے والے

ساتھ مجھکو بھی سُلا کر کوئی پہلو میرا
گرم کردے کبھی او نرم بچھونے والے

کوئی حال دل پر آبلہ پوچھے تو جلال
منتظر چھیڑ کے ہین پھوٹ کے رونیوالے

خیر جو چاہو وہ لے لو کہین جھگڑا کیا ہے
دل و جان دونون تمھارے ہین ہمارا کیا ہے

منہ کو یہ کسلیے آتا ہے کلیجا کیا ہے
آج او دل کی تڑپ تیرا ارادا کیا ہے

سر پٹکنے کی مرے سیر کنان ہے تقدیر
شب غم دیکھ فلک یہ بھی تماشا کیا ہے

کہین کچھ حسرت و ارمان کہین داغ ہجران
دیکھو تو سینے کو شق کرکے مرے کیا کیا ہے

دیکھ چکا ساتھ ہمارا شب تنہائی مین
بےمروت ہے یہ دل اسکا بھروسا کیا ہے

دیکھ آئے تھے خدا جانے یہ کیا جا کے کلیم
کہ بتا سکتے نہین طور کا جلوا کیا ہے

بےنشان جنکی محبت نے کیا ہے اُنسے
پوچھ دے کوئی مجھے نام تمھارا کیا ہے

بن سنور لینگے تو دیکھین گے وہ انداز اپنے
تو نے آئینۂ حیران ابھی دیکھا کیا ہے

یاد ہے اپنا وہ اُف کرکے کہین رہجانا
اور وہ پوچھنا گھبرا کے کسی کا کیا ہے

میرا مہمان تو آکر غم دلبر ہو کبھی
جان تک اپنی کھلا دونگا کلیجا کیا ہے

آنکھون ہی آنکھون مین لیجاتے ہین دلبر دل کو
ہم دکھا دینگے جلال اسکا اچنبھا کیا ہے

نالے جوڑ کے دل سے شرارے نکل آئے
چند اور بھی دل سوز ہمارے نکل آئے

ایام جدائی کا مرے دیکھیے اندھیر
دن کو یہ اندھیرا ہے کہ تارے نکل آئے

کہتا ہے مرا دل بھی تمھاری سی شب وصل
لو اور طرے فدا تمھارے نکل آئے

پوچھا نہ اداؤن نے تو خواہان مرے دل کے
اس شوخ کی آنکھون کے اشارے نکل آئے

افشان جو چنی رات کو اس مہ نے جبین پر
برجون سے تماشے کو ستارے نکل آئے

تمنے جو ادھر مانگ نکالی سر محفل
چل جانے کو سر پر ادھر آرے نکل آئے

ای نالۂ دل یون دل محبوب مین گھر کر
تو د گھرے وہ بے میرے پکارے نکل آئے

کچھ پیاری ادا اون ہی پہ انکی نہین موقوف
دل لینے کے ڈھنگ اور بھی پیارے نکل آئے

آنسو مرے کہتے ہین یہ ٹکڑون سے جگر کے
تم آج کدھر ساتھ ہمارے نکل آئے

تیرے ستم و جور کے کشتون کو جو دیکھا
کچھ انمین تغافل کے بھی مارے نکل آئے

بے تھیل گئے ہم تجھے اے بحر محبت
منجدھار مین ڈوبے تھے کنارے نکل آئے

جیسا ہمین برباد کیا اسکو نہ کرنا
خاک اپنی جو کوچے مین تمھارے نکل آئے

لو دل ہی نکل آیا جلال اپنا تڑپ کر
بس آج سب ارمان ہمارے نکل آئے

چھوکے ان قدمون کو ہے آج اک ادا اور بھی
قصد ہم پاتے ہین کچھ دست ہوس کا اور بھی

دل کی بیتابی دکھا کر جان پر کھیلین گے ہم
دیکھ کر پہلو سے اٹھنا اک تماشا اور بھی

شوق سے مجکو مٹا دو لیکن اتنا سوچ لو
تمپر ایسا ہے کوئی مرنے والا اور بھی

دل کو تو شوخی نگہ کی کر چکی تھی بیقرار
ہمکو بھی تڑپا چلی کچھ تمنے دیکھا اور بھی

تم سلامت جان بھی لیلو کہین دل کی طرح
پیچھے عاشق کے لگا ہے ایک جھگڑا اور بھی

موت آچکتی نہین ہمکو فراق یار مین
زندگی کمبخت نے تو مار اتارا اور بھی

دیکھنے آئے تھے وہ دم توڑتے بھی دیکھتے
مرتے دم اک تھی جلال اپنی تمنا اور بھی

مبتلائے غم حبیب رہے
ہم محبت مین خوش نصیب رہے

اُن کے ملنے کی خود نہ کی خواہش
اپنے ہم آپ ہی رقیب رہے

دردِ دل کے نیازمندون کے
نازبردار خود طبیب رہے

رہے دوری مین آپ سے باہر
ہم بہت آپ سے قریب رہے

مجھکو مرنا نصیب ہو تو سہی
مین مرا تم تمھین نصیب رہے

ناپسند انکو دل مجھے دو پھر
پھر کہان جا کے یہ غریب رہے

جب سے جبتک رہا شباب جلال
ولولے دل مین کچھ عجیب رہے

کیا کہون پھر گئین نظرون مین ادائین کسکی
میٹھے میٹھے ابھی لیلین یہ بلائین کسکی

دونون آنکھین وہ مری دیکھکے اس سوچ مین ہین
گھر کرین کسمین نگاہون مین سمائین کسکی

مانگتا موت جو عاشق تو نہ آتی برسون
جلد اللہ نے سن لین یہ دعائین کسکی

کوچۂ یار مین کچھ مشغلہ بتلا اے دل
آبرو بھی تو نہین خاک اڑائین کسکی

اپنی بیتی کہین یا گذری ہے جو کچھ لیکر
ہم مصیبت شب وصل انکو سنائین کسکی

زخم دیکھے جگر کا کہ ہمارے دل کا
سینہ شق کرکے تڑپ سکو دکھائین کسکی

ہین طلبگار اجل دردِ محبت والے
اچھے ہونے کی دعا کیسی دوائین کسکی

روٹھ جانا تو ادائین ہین کسکے غضب ہے اے دل
سچ بتا تو نے یہ سیکھی ہین ادائین کسکی

ہوش مین بیخودی عشق نے رکھا ہی کہان
بیخبر ہون وہ خبر پوچھنے آئین کسکی

فاش پردے کو محبت کی کریگی آنکھین
دونون کھل کھیلی ہین حسرت کو چھپائین کسکی

توبہ کرتا ہے جفا سے کوئی پوچھو تو جلال
تجھکو یاد آ گئی ہین آج وفائین کسکی

نہ ہمین ہین وہ شبِ وصل نہ دلبر ہے وہی
وائے تقدیر ہمارا دلِ مضطر ہے وہی

آج کون آیا ہے مہمان کہ دل کہتا ہے ۔ جسمین تم رہتے تھے پہچانو تو یہ گھر ہے وہی
گو نہانے دل بیتاب مگر قائل ہے ۔ آپ جو کچھ مجھے سمجھاتے ہین بہتر ہے وہی
آپ ناشاد کہین جسکو وہ شاد اسکے نصیب ۔ آپ کمبخت کہین جسکو مقدر ہے وہی
کہدے ان سے کوئی کل تھے جو مجھے مانع ذبح ۔ پھر گلا ہے وہی پھر ہاتھ مین خنجر ہے وہی
شوق ہے سنگ در اس بت کا بنے دل کا اگر ۔ کام آجائے جو بتخانے کے پتھر ہے وہی
نہ تسلی کوئی دے آکے نہ بیتاب ہون یون ۔ رحم مجھپر جسے آیا ہے ستمگر ہے وہی
یہان کل وصل مین جو تمسے بھی تھی برعکس ۔ آج فرقت مین تمھاری ہمین دو بھر ہے وہی
ستم دوست کی ہے حشر مین بیجا فریاد ۔ ہمنے پہچان لیا داور محشر ہے وہی
ہم برائی کرین کیون اچھا تجھے سمجھین وہ برا ۔ خیر جو مرضی اللہ ہے بہتر ہے وہی

دل واپس شدہ کو سمجھے تھے ہم اور جلال
غور کرتے ہین جواب واسے مقدر ہے وہی

کام تو انکی محبت سے ہے ناکام سہی ۔ نام تو عشق کے دفتر مین ہے بدنام سہی
عہد مین تیرے جفا ہی کا وفا نام سہی ۔ دل دکھانا جسے کہتے ہین وہ آرام سہی
ہمکو دیتے ہین پیر مغان اور کوئی جام سہی ۔ نقد تو پی ہے بہت تھوڑی سی اب دام سہی
دل کے ساتھ اور جو درکار ہو لیتے جاؤ ۔ طاقت و صبر سہی راحت و آرام سہی
ہاتھ ہی آئے ملین چھوٹ کے ان قدمون سے ۔ خیر بیکار نہ بیٹھے رہے کچھ کام سہی
تم نہ ہوگے تو یہ رات اپنی گذر جائیگی کیا ۔ صبح کو جاتے تھے روز آج سر شام سہی
لاکھ دل یار کی ایک ایک نگاہ دیتے تھے ۔ اسکا آغاز تو اچھا ہے بد انجام سہی
کچھ تو وہ پائے جواب آپکا پوچھے جو مزاج ۔ کہ برا مان کے اچھا کوئی دشنام سہی
کوٹھے تک یار کے او دل کی طپش پہنچادے ۔ چھت کے اوپر نہی تا لب بام سہی
دیکھنا اسکا غضب ہوگیا دل کہتا ہے ۔ خیر آنکھون کی بھی قسمت کا اک الزام سہی

دوست کو دشمنِ جان ملکے بنانا اید لؔ — تیرے کرتب نہ سہی میرے ہی یہ کام سہی
مست آنکھون کے بھی بوسہ ہمین ساقی دیدال — خم پلائے ہین جہان اور یہ دو جام سہی

خوش نصیب آگئے تھے ہم خلق مین مشہور جلال
اب جو وہ کہتے ہین بدبخت یہی نام سہی

بنکے کچھ وصل کی تدبیر بگڑ جاتی ہے — یہی ہوتا ہے جو تقدیر بگڑ جاتی ہے
تجھسے جب او بتِ بے پیر بگڑ جاتی ہے — دل بدلجاتا ہے تقدیر بگڑ جاتی ہے
جب تصور ہمین آتا ہے بگڑنے کا ترے — کھنچکے ہمسے تری تصویر بگڑ جاتی ہے
جب اُسے لکھتے ہین خط دیکھیے قسمت کا بگاڑ — آپ ہی آپ وہ تحریر بگڑ جاتی ہے
سنکے اُلجھن مری ہوتے ہین پریشان جو وہ — اور اُلجھی ہوئی تقدیر بگڑ جاتی ہے
جس سے اظہار محبت کرو بنتا ہے عدو — اس سے کچھ عشق کی تاثیر بگڑ جاتی ہے
ہوش گم ہین مری وحشت سے یہ حدادون کے — طوق بنتا نہین زنجیر بگڑ جاتی ہے
موت سی بنتی ہے کسدن شبِ فرقت مین یہان — اُس سے بھی بابتِ تاخیر بگڑ جاتی ہے
ہم جو نالان ہون کہین جاکے تو یون بگڑے کوئی — قسمتِ نالۂ شبگیر بگڑ جاتی ہے
بگڑے الفت مین نہ ایسا بھی کسی کا نقشا — اچھی کھنچکر مری تصویر بگڑ جاتی ہے
منہ بنا لیتے ہو تم سُنکے جو میری روداد — اور بگڑی ہوئی تقدیر بگڑ جاتی ہے
اپنے ہی غیر بُرے وقت مین بنجاتے ہین — آہ سے آہ کی تاثیر بگڑ جاتی ہے
جب سے عشق اک بتِ کمسن کا ہے مجھسے تجھسے — بیشتر او فلکِ پیر بگڑ جاتی ہے
بوسہ لے لینے پر اچھا نہین گالی دینا — عادتِ عاشقِ دلگیر بگڑ جاتی ہے

نفس کشتہ نہین ہوتا کسی صورت سے جلال
بنکے اکثر یہی اکسیر بگڑ جاتی ہے

خوبرویون کی ملاقات بُری ہوتی ہے — سچ تو یون ہے کہ بُری بات بُری ہوتی ہے

رنج ہر بات مین یہ بات بری ہوتی ہے
عادتِ ترکِ ملاقات بری ہوتی ہے

دیکھے دشمن بھی الٰہی نہ یہ ایامِ فراق
دن پھر اچھا ہے مگر رات بری ہوتی ہے

وصل مین دیکھ کے روتے ہمین کہتا ہے وہ شوخ
کتنی بے فصل کی برسات بری ہوتی ہے

ہنسنے اچھا نہ حسینون مین کسیکو پایا
قوم کی قوم یہ بدذات بری ہوتی ہے

اچھی ہی ہوتی ہے کچھ اُٹھتی جوانی اے دل
اس زمانے کی کہین گات بری ہوتی ہے

منہ کی کھائیگا کہین دیکھ کہا مان اے شیخ
غیبتِ پیرِ خرابات بری ہوتی ہے

بوسہ دیڈالو کوئی اپنے تصدق ہی مین تم
کون مانع ہے کہ خیرات بری ہوتی ہے

ملتفت مجھسے وہ ہین غیر کے کہنے سے تو کیا
پاسِ خاطر کی مدارات بری ہوتی ہے

خوبرویون کے بگڑنے مین بھی ہین لاکھہ بناؤ
کہین اچھون کی کوئی بات بری ہوتی ہے

عشق کی اسکی بھلا چوٹ اُبھرتی ہے کہین
شک نہین اُبھری ہوئی گات بری ہوتی ہے

آہین کرتے دلِ پُر درد کو ہو جاتی ہے صبح
سچ ہے بیمار کی کیا رات بری ہوتی ہے

دیکھو مست آنکھون سے تم دل کو نہ ملنے دو جلال
صحبتِ اہلِ خرابات بری ہوتی ہے

آئے شبِ وعدہ کوئی اور آکے پلٹ جائے
یون بھی کسی کمبخت کی قسمت نہ اُلٹ جائے

جو حلق نہین کاٹے سے کٹتا ابھی کٹ جائے
اچھا کوئی بیرحم گلے سے تو لپٹ جائے

دونون کی ترقی ہو محبت مین الٰہی
بڑھجائے تڑپ دل کی تو کچھ درد نہ گھٹ جائے

لاش اپنی پھری آتی ہے اُس کوچے سے اُلٹی
تابوت کا اپنے کہین تختہ نہ اُلٹ جائے

کیا دو اُسے اس جرم کی تعزیر مبادا
تمسے کوئی بیتاب اگر آکے لپٹ جائے

مٹی بھی یہ کچھ ہے عزیز اپنی گلی کی
خاک اتنی تو ڈالو کہ گڑھا قبر کا پٹ جائے

سی لین گے گریبان کو ہم یہ تو بتا دو
کسطرح رفو ہمسین ہو دل تمسے جو پھٹ جائے

اِسوقت کی اچھی نہین حسرت کی نگاہین
دم توڑ رہا ہون مرے آگے سے وہ ہٹ جائے

اُکتائے ہوئے ہین ترے کوچے سے بھی اب ہم — کیا خاک لگے جی جو طبیعت ہی اُچٹ جائے
تم کو سوگے جبتک مجھے مرنے کا نہین ہین — یون بڑھتی ہو جو عمر وہ ممکن ہے کہ گھٹ جائے
اُٹھہ دیر نکر کہتی ہین وہ سیدھی نگاہین — جلد آکے لپٹ دیکھہ زمانہ نہ پلٹ جائے
امید بھلا قتل کی ہوئی ہے کہین قطعہ — عاشق کا گلا تو نہین خنجر سے جو کٹ جائے

مرتا ہے جلال اُسکو خبر جاکے یہ دے جلد
کوئی نفس رفتہ ہی اسوقت جھپٹ جائے

نالو ہی تھی سینے مین بس دھوم تمھاری — نکلے تو خبر تک نہین معلوم تمھاری
کیا فاتحہ پڑھنے بھی نہ آوگے پس دفن — امید مین ہے عاشق مرحوم تمھاری
جب ظلم ہی واقع مین نہون ظلم تمھارے — فریاد کرے کیا کوئی مظلوم تمھاری
حیرت مری کہتی ہے کہ دیدار سے اُسکے — آنکھین ہی تمھین رکھتی ہین محروم تمھاری
تڑپاؤ تڑپنے لگے ٹھہراؤ ٹھہر جائے — جو حکم ہو جان اپنی ہے محکوم تمھاری
کیا حضرت دل دیکھہ کے ہنستے ہین مرے زخم — روتی ہوئی یہ صورت مغموم تمھاری
دردِ جگری ضعف مین کہتا ہے اُٹھا کر — خدمت سے سعادت مرے مخدوم تمھاری
مٹ کر جو کوئی ڈھونڈھنے والا نکل آتا — رہتی کمر اس طرح نہ معدوم تمھاری

عالم مین جلال اور بھی عاشق ہین جفاکش
کیا اہل وفا مین ہے مگر دھوم تمھاری

اُٹھا کیون یہ دردِ جگر بیٹھے بیٹھے — کوئی یاد آیا مگر بیٹھے بیٹھے
چلو دشت کو کہتی ہے وحشتِ دل — ہم اُکتا گئے اب تو گھر بیٹھے بیٹھے
کہان ہجر مین بیقراری سے فرصت — کیا کرتے ہین ہم سفر بیٹھے بیٹھے
ستاتا ہمین چٹکیان دل مین لیکر — چبھونا اُنھین نیشتر بیٹھے بیٹھے
محبت کو لازم ہے آوارگی بھی — نہین عشق کرتا اثر بیٹھے بیٹھے

مرے دل مین بھاگے وہ پہلو سے اُٹھکر
سمایا کسی کا یہ ڈر بیٹھے بیٹھے
کلیجے مین تھا درد یا دل مین اُٹھا
ادھر کون آیا اُدھر بیٹھے بیٹھے
اُٹھاتی ہے رہ رہ کے کیون بیقراری
ملی کیا کچھ اسکو خبر بیٹھے بیٹھے
تصور ہے اک دلبر گم شدہ کا
اُسے ڈھونڈھتی ہے نظر بیٹھے بیٹھے
یہ کھویا گیا کچھ پتا سُنکے اُسکا
یہین گم ہوا نامہ بر بیٹھے بیٹھے

جلال اب تو خود بیخودی پوچھتی ہے
چلے اُٹھکے حضرت کدھر بیٹھے بیٹھے

کیون بھر آئے تھے جو خالی پھر گئے
بے اثر آنسو نظر سے گر گئے
پھر گئین انکی نگاہین مجھسے کچھ
جب سے تم آنکھون مین میری پھر گئے
کوے قاتل کا اسے کہتے ہین شوق
پاؤن بنکر عاشقون کے سر گئے
کٹ گئے لو سخت جانون کے گلے
مڑ گئین تیغین نہ خنجر کر گئے
رہگئے بیر اک بحر عشق کے
ڈوب مرنے والے ڈوبے تر گئے
دے کے اک امید کو دل مین جگہ
کیا ہجوم یاس مین ہم گھر گئے

کل نکلوائے گئے تھے کیون جلال
آج تم محفل مین اُسکی پھر گئے

صاحبِ خانہ بنے آئے جو مہمان کوئی
ورنہ اس آنے کا مانے گا نہ احسان کوئی
اُف بھی یہ ضبطِ محبت نہین کرنے دیتا
چٹکیان لیتا ہے دل مین مرے پیکان کوئی
دیکھہ لین شام شب وصل کی آمد مجھوڑ
شانون پر کھول تو دے گیسوے پیچان کوئی
بند محرم کے نہ باندھے کوئی چست اتنے بھی
پھاڑ ڈالے نہ کہین تنگ گریبان کوئی
نظر آئینہ کی لگجائیگی اتنا بھی نہو
اپنی ایک ایک ادا دیکھہ کے نازان کوئی
خود مری لاش ندامت سے گڑی جاتی ہے
کیون پس قتل ہے اسدرجہ پشیمان کوئی

کیون فلک تو نہ مٹا دے تو شبِ وصل کا پھر — آج ساماں کرے بسیر و ساماں کوئی

میرا روٹھا ہوا دل مجھسے نہین من سکتا — خود منا لائے اُسے حسرت و ارمان کوئی

کچھ بتا دیتے ہین قاتل کی ہنسی کا مرے زخم — چوم لون منہ کو ذرا پھر تو ہو خندان کوئی

صبر ہی دل کے خبر لینے کو آیا نہ قرار — کسکو کسکو نہ پکارا شبِ ہجران کوئی

دلربائون کی ادائین نہ قضا پوچھتی ہے — ہائے فرقت مین نہین جان کا خواہان کوئی

بال کیون کھول دیے اُٹھتے ہی صبحِ شبِ وصل — تمنے دیکھا تو نہین خوابِ پریشان کوئی

کلمہ دل سے پڑھے جائینگے اُس بُت کا جلال
ہمین کافر کہے یا ہمکو مسلمان کوئی

سنادے اپنا کچھ اندازِ گفتگو کوئی — پھر اُس سے ہم بھی کہین اپنی آرزو کوئی

کہین نہ ہجر مین ہو دوست ہی عدو کوئی — چھری نہ پھیر دے مجھپر رگِ گلو کوئی

تلاشِ یار مین دل آپ ہو گیا خود گم — ملا نہ جب اُسے پہلوے جستجو کوئی

الٰہی اُسکے دوپٹے کا پردہ رکھ لینا — نہ سونگھ لے کہین میرے کفن کی بو کوئی

تسلیان بھی ہین اُسکی مضر تو پھر اے دل — علاج اپنی تڑپ کا بتا دے تو کوئی

کچھ اپنا کام کیے جاے جذبِ دل میرا — بُرا بھلا رہے پہلو مین خوبرو کوئی

ستائیے اُسے ڈر ڈر ہی نے کیا انصاف — اگر ہو آپ سے خواہانِ آبرو کوئی

دل و جگر ہون کہ پہلو کہان نہین اک درد — کسیکو ڈھونڈھتا پھرتا ہے چارسو کوئی

عزیز ہین ترے پیکان ہر طرح دلکو — بہائے خونِ جگر یا پیے لہو کوئی

ہمین بُرے ہین دل اپنا اگر بُرا ہوتا — تو پوچھتا اُسے کاہے کو خوبرو کوئی

مین چپ ہون اور وہ باتین سنا رہا ہے مجھے — مری طرف سے کرے کچھ تو گفتگو کوئی

وہ ہمسے رُک گئے ہین دم نکلتے وقت بھی کچھ — نکل کے دیکھ لے اتنا تو آرزو کوئی

پڑا نہ پیچھے بُری طرح خوبرویون کے

ارے جلال عجب بد بلا ہے تو کوئی

عدو نے بوسۂ رخ زلف کو ہٹا کے لیے
ہمیں بلائیں ہی بے لینے دو خدا کے لیے

کسی ادا ہی کی یاد آ کے جان لے شبِ ہجر
بہانہ بھی تو ہو آخر کوئی قضا کے لیے

ملے تو یوں اسے دل میں چھپاؤں میں کہ نہ پائے
جو دردِ عشق کو ڈھونڈھے کوئی دوا کے لیے

نہ اٹھو نزع میں پہلو سے مرنے والے کے
اٹھاؤ ہاتھ ہی اس سے تو بد دعا کے لیے

فراقِ دوست میں دل سا بھی ہے جدا ہمدرد
تڑپ رہا ہوں میں اک دردآشنا کے لیے

گرا جو شوقِ شہادت میں پائے قاتل پر
قضا نے بڑھ کے قدم کشتۂ ادا کے لیے

ہوئی نصیب جو خلوت بھی ان سے رنگ ہائے
محل ہی ڈھونڈھتے ہم عرضِ مدعا کے لیے

کسی صنم کا وہ کہنا ادا سے وصل کی رات
نہ بولو ہم سے نہ چھیڑو ہمیں خدا کے لیے

پکارتے ہیں جفا دوست بھی یہ اب تو جلال
وفا ہے تیرے لیے اور تو وفا کے لیے

لاکھ خاموش ہو کب بند یہ تقریر میں ہے
بول اٹھنے کی بھی عادت تری تصویر میں ہے

گفتگو صلح کی مجھ میں فلکِ پیر میں ہے
اب وہ تقدیر سے لڑوانے کی تدبیر میں ہے

کھنچکے ملتے ہیں مگر ہم سے وہ ملتے ہیں ضرور
کیا سنک اے جذبِ محبت تری تاثیر میں ہے

نکلے پیکان لپٹ جاتے ہیں دل خود آ کر
کیا لگاوٹ مرے سفاک ترے تیر میں ہے

دیکھے وحشت میں کوئی اپنی بیابان گردی
پاؤں اک دشت میں اک خانۂ زنجیر میں ہے

اُف بھی کرتا ہوں تو کہتا ہے کہ چپ رہ للہ
ضبط کس فکر میں ہے کون سی تدبیر میں ہے

پیچ و تاب انکو بھی ہے آٹھ پہر دیکھ اے دل
تجکو شکوہ تھا کہ بل میری ہی تقدیر میں ہے

ہم تو دل دیچکے تم کیوں نہیں لیتے جانے
کیا تامل تمہیں اس جرم کی تعزیر میں ہے

کام بنجاتا ہے آخر کوئی بگڑے ہر چند
عفو ہو جانے کی خوبی مری تقصیر میں ہے

اِک گلا غیر کا جسمیں ہیں وہ دستِ نازک
ایک گردن مری جو طوقِ گلوگیر میں ہے

وعدہ کرنے کوئی وعدے کو وفا بھی تو کرے | بحث تعجیل مین ہمکو ہے نہ تاخیر مین ہے
اسمین سکتے کا ہے عالم اُسے ہر وقت سکوت | فرق بس اتنا ہی میری تری تصویر مین ہے

وصل مین بھی ہے اُسی طرح تڑپ دل کی جلالؔ
ہائے بیچینی ہی کمبخت کی تقدیر مین ہے

متفرقات

پھوڑتا ہے کوئی یہ کہکے ہماری آنکھین | کیون نظر پیار کی ڈالو جو ہین پیاری آنکھین
بیوفائی جو کرے تم سے تو کچھ دور نہین | یار دیکھی ہین مرے دل نے تمھاری آنکھین
تماشا بیدیدہ ہین دیکھنے آئے کیا خوب | جھوٹی قسمون کے لیے واہ ہماری آنکھین

بُتانِ دہر بھی زاہد خدا کی شان رکھتے ہین | خدا لگتی ہی بولینگے کہ ہم ایمان رکھتے ہین
تڑپنے مین کمی کب نیم بسمل کرتے ہین تیرے | بہت کچھ حوصلہ ہے گو ذرا سی جان رکھتے ہین
نہ دل دینگے وہی لیکر نہ مانگین گے ہمین دیکر | ہم اُن سے مطمئن وہ ہمسے اطمینان رکھتے ہین
تمنائین ہین جتنی خاک مین ملجائین عاشق کی | خدا بر لائے اُسکو آپ جو ارمان رکھتے ہین

ڈرین بیداد گر ایسی فغان سے | جو دلوا دے دُہائی آسمان سے
اُٹھے پہلو سے میرا دل دُکھاکر | یہ پہلو مل گیا تمکو کہان سے

ہیچو۔ عشق ترے کہتے ہین وہ ہم مین رہے | اور عالم مین جو رہکر اسی عالم مین رہے

میلا ہوا مزار پر اپنے تو کیا حصول | اک خلق آکے قبر کو پامال کر چلی

تمام شد

مخمس بر غزل قدسی علیہ الرحمہ

بخدا تو وہ نبی ہے کہ ترے پاس نبی | آئین گے روز جزا بہر شفاعت طلبی
کام آتا ہے ترا نام دم جان بلبی | مرحبا سید مکی مدنی و عربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہِ خوبان بھی ہے تو خلق مین پاشاہِ امم — دیکھتے یوسف اگر حسن کا تیرے عالم
صورتِ آئینہ سکتا انھین ہوتا ہیہم — مِن بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

تیری والا حسبی کا ہی جہان مین شہرا — اشرف و افضل آفاق ہے تو ہی بخدا
ذات اقدس سے تری فخرِ دو عالم شاہا — نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہین خلق مین کوئی ناکام — رطب و یابس مین ہراک پر ہے کرم تیرا عام
لب سے پستہ مین عزہ چشم سے لطفِ بادام — نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

باعثِ عالم ایجاد ہوا تیرا نور — کلمہ پڑھتے ہین سب تیرا ملائک ہون کہ حور
حق تعالے کو ہے کیسی تری خاطر منظور — ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

یک بیک آٹھ بہشتون کی بھی کرلی گلگشت — چرخ اخضر کے بھی طی جلد ہوے ساتون دشت
طرفۃ العین مین کی عرش معلی کی بھی گشت — شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچے کو پہونچتے نہین فردوس وارم — کہ وہ ہے کعبہ صفت قبلۂ اہل عالم
قدسیون سے نہین گستاخی ترا رتبہ مین کم — نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوے تو شد بے ادبی

لطف جان بخش توجہ ہے تری آبحیات — چاہیئے لطف کے پیاسون کو ہی آبحیات
نہ ہمین ہم کو جو دین خضر بھی آبحیات — ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبحیات
لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

سور دِ لطفِ خداوند دو عالم پر ورش
دیکھیے اِک نگہہِ مہر سے للّٰلہ ادِھر

تجھسے بڑھکر نہین اے شافعِ روزِ محشر
چشمِ رحمت بجنتا سوے غریبان بنگر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بخدا مثلِ جلال اسکا بھی ہے تو مطلوب
چارہ جو ئی کا ہے الحق یہی بہتر اسلوب

تو ہی دردِ دلِ اُمت کا معالج ہے خوب
یا طبیب الفقرا انت شفائ القلوب

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

قطعات تاریخی

قطعہ تاریخ انتقال فرمودن نواب محمد کلب علیخان بہادر مغفور والی سابق ریاست مصطفے آباد عرف رامپور

زمرگِ خویش اے آقای من وقدر دانِ من
جلال این مصرع تاریخ سالِ انتقالش گفت

نمودی مبتلاے صدمہ درنج وغمِ جانکاہ
بمردی آہ اے کلب علیخانِ بہادر آہ

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس والاجناب معلی خطاب نواب محمد مشتاق علیخان بہادر دام اقبالہم والی ریاست مصطفے آباد عرف رام پور

آج کس شاہ جوان بخت کو ای تخت جوان
تخت کس زینتِ اورنگ کا ہی عرشِ برین
صورتِ چتر پہ کس تخت نشین کے سر پر
بخت سی مین یہ مخاطب تھا کہ وہ بول اُٹھا
جسکا درِ سجدہ گہِ چرخ ہے بالاے زمین
قیصرِ ہند کا جو خسروِ ذیشان ہے مشیر

کشورِ ہند کا خالق نے کیا شاہنشاہ
تاج کس تاجورِ دہر کا ہے ظلِ اللہ
دن کو گردش مین ہے خورشید فلکِ رات کو ماہ
صاحبِ تاج ہوا آج وہ خورشید کلاہ
زیرِ افلاک جو ہے خسروِ والا درگاہ
شہِ مشتاق علیخان مہ اقبال پناہ

سال اورنگ نشینی کا بھی سن اسکی جلال
ہوئے مشتاق علیخان بہادر جم جاہ

۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ ختم دیوان محمد شرافت علی کشتہ متوطن اکبرآباد من تلامذہ مصنف

شعر دیوان کشتہ سحر ہین — تیغ خوبان ہر ایک مصرع خوب
ختم دیوان کا سال لکھو جلال — کشتہ عشق کا ہے یہ محبوب

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ انتقال فرمودن شاہ اودہ حضرت واجد علی شاہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

ہے حیف جس اختر کی جلوہ فرمائی — تھی بزم دہر مین زیر فلک چراغ اودہ

کہی جلال نے اسکے زوال کی تاریخ
کہ آہ آہ بجھا یک بیک چراغ اودہ

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب نتھے میان صاحب مرحوم کہ یکے از عمائد ریاست جوناگڑھ علاقہ ملک کاٹھیاوار بودند

آہ آن نتھے میان صاحب بجوناگڑھ کہ بود — بس معزز بس مکرم بس امیر نیک خو
عارف وزاہد ملک سیرت سراپا علم وفضل — حافظ قرآن وحاجی صاحب خلق نکو
مکرمت گستر مسافر پرور ومہمان نواز — شہرہ اش در بخشش وجود وسخا ہر چار سو
فیض بخش وحاکم دوران شمشیر سلطنت — ترک دنیا ساختہ سوئے جنان فرمود رو

مصرع تاریخ سال رحلتش گفتا جلال
مرد حق آگاہ بودہ یافت حقا قرب او

۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان صغیر مرحوم من تلامذہ جناب میر علی اوسط رشک مغفور

دیوان صغیر جنت مکان کا ۔ چھپکر ہوا کیا مطبوعِ احباب
لکھدو جلال ایک تاریخ اسکی ۔ شاعر بھی بےمثل دیوان نایاب

قطعہ تاریخ طبع مثنوی بہار کشمیر مصنفۂ منشی پنڈت پیم نرائن صاحب شاکر کانپوری

کانپوری ہین جو اک پیم نرائن پنڈت ۔ ناظم ملکِ سخن شاعرِ بےمثل و نظیر
کہکے اک مثنویِ تازہ اُنھون نے فی الحال ۔ اور اُسے کرکے مسمّٰے بہ بہارِ کشمیر
جلد تر پیشکشِ والیِ مسگر دل کیا ۔ تاکہ چھپکر ہو وہ مشہورِ جہان بےتاخیر
جسکے نیرنگ سے بیرنگ ہی گلزارِ نسیم ۔ کھوئے جسکا اثر اگلونکے سخن کی تاثیر

طبع کا سال بھی کیا خوب شگفتہ ہے جلال
لائی پاکیزہ شگوفے یہ بہارِ کشمیر

قطعہ تاریخ طبع دیوان شفیقی نیر بنارسی سلمہ اللہ تعالےٰ

جب شفیقی جناب نیر نے ۔ طبعِ دیوان کا قصد فرمایا
نکلی تاریخ بھی چمک کے جلال ۔ آفتابِ سخن نکل آیا

قطعہ تاریخ انتقال مولانا مولوی سید حامد حسین مغفور اعلی اللہ مقامہ

سید حامد حسین امام العلمار حلت فرمود ۔ کوشید در اثباتِ امامت دائم سبحان اللہ
اقوالِ مخالفین نمودن باطل شغلش این بود ۔ پا ایستاد بصراطِ حجتِ حق قائم اللہ اللہ

تاریخ وفات آن وحیدِ دوران بنوشت جلال
یکتا بعلم و یگانہ عالم بُد آہ صد آہ

قطعہ تاریخ انتقال فرمودن مولانا جناب مفتی میر عباس صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنان

قبلۂ دینم چو مفتی میر عباس آہ آہ — رفت از دنیا و فردوس برین شد جاے این
خاک بر سر کرد و سال رحلتش گفتہ جلال — عالمی ہمثیل ادیبے بود بے ہمتا ے این
۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ تہنیت جشن شادی ختنہ فرزند دلبند عالیجناب شیخ جہانگیر میان صاحب بہادر برادر گرامی قدر و والا مرتبت والی ریاست منگرول و ولی النعمی معلی خطاب جناب نواب شیخ حسین میان بہادر دام ملکہم و اقبالہم

ایک شب اٹھہ جو گئی سوے فلک میری نگاہ — مہ و انجم کو بہم انجمن آرا دیکھا
عرش سے فرش تلک اک نور کی چادر کا فرش — روشنی ایسی کہ دن رات مین کچھ فرق نتھا
وہ ثوابت کے گلاس اور کنول تھے روشن — آئے آنکھو نمین چکا چوند جو دیکھے بینا
جھاڑ برجون کے فروزان وہ فراز گردون — نور جنکا تھا فروزندہ چشم اعمیٰ
دیدنی کاہکشان کی بھی ہٹرک کے جلوے — ہوش کھوتی تھی چراغان دراری کی ضیا
چارسو جلوہ گری پر وہ شہاب ثاقب — پنچشاخون کا نہ دیکھا تھا جھمکڑا ایسا
مہر و مہ آنکھون کا اپنے جیسے تارا سمجھن — نور افشان تھا یہ کچھ پرتو قندیل سہا
مشتری لاکھہ کرشمون سے کہین رقص کنان — کہین ناہید بصد عشوہ گری نغمہ سرا
جو نہ دیکھے تھے وہ دیکھے جو تماشے مینے — دیر تک دنگ رہا پھر یہ فلک سے پوچھا
کیون یہ کثرت ہے چراغان کی بتا کیا باعث — کیا سبب آج تری انجمن آرائی کا
آئی آواز کہ کیا تجھکو خبر اسکی نہین — شہر منگرول مین ہے جشن کا ہنگامہ بپا
اس ریاست کے جو فرمان دہ جم مسند ہین — انکے بھائی کا ہے اک نور نظرہ ما
شادی ختنہ و مکتب کا ہے اسکی اک جشن — دھوم سی دھوم ہے تا عرش برین ہے
عید سی عید ہوئی سنکے یہ مژدہ مجھکو — کہ ہین فرماندہ منگرول تو میرے
بھائی جو انکے جہانگیر میان صاحب ہین — انکا فرزند ہے دلبند انھین کا گو

ہوئی فکر اسکی ہون اک قطعہ مین دو تاریخین
تا کہ دو تہنیتون کی ہو بہم رسم ادا
گو ہوا وقت پر اس جشن مین حاضر نہ جلال
نذر کو قطعۂ تاریخ تو ارسال کیا
باپ مان بھائی کو مژدہ کہ خوشا بسم اللہ
پہلے ہجری یہ ہوا سال رقم مکتب کا
عیسوی کلک نے پھر ختنہ کی لکھی تاریخ
شادیِ ختنۂ دلبند ہمایون ہو شہا

قطعات تاریخ طبع دیوان ہذا

از نتیجہ فکر شاعر سراپا علم و ہنر یگانہ سخنور حکیم شیخ محمد مہدی صاحب آثر لکھنوی مقیم عظیم آباد

سیدِ ضامن علیِ نکتہ سنج
آنکہ بود نازشِ فضل و کمال
یافتہ انجام چہ دیوان اذان
دل بربودست زحسنِ مقال
گفت چو جستم ز آثر سال طبع
نظم دلاویز و فصیح جلال

از نتیجۂ فکر سخنور شیوا بیان محمد احسان علیخان احسان شاگرد مصنف ہمدان

میرے استاد کا کلام چھپا
تیسرا ہے یہ انتخابِ سخن
فکر بے مثل بے بدل مضمون
کوئی دیسکتا ہے جوابِ سخن
شوخیان ہین عروسِ معنی مین
اُٹھ گئی چہرہ سے نقابِ سخن
جابجا فکر کی اُمنگین ہین
اُمٹھتا جوبن ہے یہ شبابِ سخن
لکھ دے تاریخ طبع اے احسان
دیکھو چمکا اب آفتابِ سخن

از نتیجہ فکر جناب سید علی عبد القادر شمس القادری المعروف بہ سید شاہ مرشد علیخان حنفی بغدادی متخلص بہ جمال و مداح و عاصی شاگرد مصنف

چو شد مطبوع مضمونہائے دلکش
ہمہ نظمش بہ از سلکِ لآلی
دُرِ تاریخِ طبعش سُفتہ عاصی
چہ زیبا گوہرِ مضمونِ عالی

از نتیجۂ فکر سخنور فصاحت و بلاغت مشحون شیخ محمد عمر جنون شاگرد مصنف

عجب یہ بھی دیوان اُستاد کا ہے … مذاقِ زبان لطفِ تقریر دیکھو
یہ رنگِ سخن بھی سنا تھا نہ ابتک … قیامت کی ہے شوخ تحریر دیکھو
جنون سال یون طبع دیوان کا لکھدے … معانی و لکش کی تصویر دیکھو

از نتیجہ فکر سخنور خوش بیان نواب محمد مرزا خان حشم شاگرد مصنف

ای زہی اُستاد من قدوہ اربابِ فن … از کملائے سخن وز فصحائے زمن
زبدۂ اہلِ کمال کیست جناب جلال … جملہ فصیحان حال در صفتش نعرہ زن
گفت چہ دیوان بین دلکش خلق ست این … ہست کلامِ حزین ہر غزلش مثِ وعن
ای حشم اینک بخوان مصرع سالش چنان … لائقِ اہلِ زبان شاہدِ بزمِ سخن

از نتیجہ فکر شاعر ذی مرتبت نواب مرزا مہدی حسنخان رفعت شاگرد مصنف (۱۳۰۶ھ)

طبع شد دیوان اُستا دم دگر … حاسدان محزون دلِ احباب شاد
سال طبعش ہمچنین رفعت بخوان … زینتِ بزمِ سخن دیوان بباد

از نتیجہ فکر شاعر یکتا نواب بندہ علیخان زیبا شاگرد جناب شیدا الکھنوی (۱۳۰۶ھ)

جنابِ جلال اکمل و فرد و یکتا … سخندان و مہرِ سپہرِ فصاحت
ہوا طبع دیوان سوم جو اُنکا … ہوئی مثل زیبا ہر اک کو مسرت
دمِ فکرِ تاریخ دل نے صدا دی … یہ دیوان ہے بیشک کتابِ محبت

از نتیجہ فکر سخنور عدیم المثال حکیم سید محمد مہدی کمال خلف الصدق و شاگرد مصنف (۱۳۰۶ھ)

دیوان کھلے ہوے ہین جناب جلال کے … برپا جہان مشاعرہ کی انجمن ہے آج
کوئی کرشمہ گاہِ سخن کا ہے مدح خوان … شاہد بھی شاہدِ شعرائے زمن ہے آج
شہرہ بہت ہی تیسرے دیوان کی مدح کا (نامِ دیوانِ اول ۱۲) … جو گوشِ اہلِ ہوش مین حلقہ فگن ہے آج (نامِ دیوانِ دوم ۱۲)
مصرع ہے اُسکی طبع کی تاریخ کا کمال … آفاق مین جلال کا دورِ سخن ہے آج

از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال میر محمد نظیر مقال شاگرد و خویش مصنف (۱۳۰۶ھ)

دیوان سوم زاوستادم — شد طبع باب و تاب آئین
اشعارش نشتر رگِ جان — دلکش ہر مصرع خوش آئین
الفاظ شگفتہ شوخ معنی — گفتار خوشش و بیانِ رنگین
اینست مقال سالِ طبعش — اے جلوہ شاہد مضامین

۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر بلاغت انتمائے منشی دہانت رائے صاحب محقق مختار سرکار نواب وحید الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسینخان بہادر اسد جنگ دام اقبالہ

چو دیوان سوم ز فکرِ جلال — شد از حلیہ طبع رونق پذیر
مصاریع صافش چو سلکِ گہر — مضامین پاکش چو انجم منیر
بمدح و ثنایش کشودند لب — دبیر و بلیغان زبرنا و پیر
پے سالِ طبعش نمودیم غور — بوقت قلیل و بشوق کثیر
ندا داد ہاتف محقق بگو — دُر افشان کلامِ جلال شہیر

۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر برگزیدہ کونین سید زوار حسین وارفتہ شاگرد مصنف

نہ کیون شاد ہون صاحبانِ مذاق — نہ کیون نکتہ دانِ سخن ہون نہال
ہلالِ سمائے سخن دیکھ کر — نہ کیونکر کرین عید اہلِ کمال
کہ دیوان ثالث بھی استاد کا — ہوا طبع لاثانی و بیمثال
ہوئی فکر تاریخ وارفتہ کو — تو دل سے ہوا مائلِ قیل و قال
کہا بلبلِ طبع نے سالِ طبع — کھلا ہے عجب بوستانِ خیال

۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر سخنور رنگین مقال مرزا مرتضیٰ حسین وصال شاگرد مصنف

دو نون دیوان ہی اسکا جدا گانہ مذاق — تیسرا دیوان بھی بیمثل ہے استاد کا
مشتری سو جان سے کیونکر نہون اہلِ سخن — سارے دیوان مین مذاقِ عاشقانہ بھر دیا
کیا فصاحت کیا بلاغت کیا نزاکت واہ وا — کیا معانی کیا بیان کیا شوخیِ طبعِ رسا

مصرعِ تاریخ اسکی طبع کا لکھدے وصالؔ | محفل افروزِ فصاحت ہے یہ دیوان جفا
۱۳۰۶ھ

ازنتیجہ فکر سخنور معنی شناس میرذاکر حسین یاسؔ شاگرد مصنف ؎

چون جلالِ نامور دیوان ثالث نظم کرد | در جہان از ذاتِ او فخر ست فنِ شعر را
شد ہم اے یاسؔ بہرِ یادگارِ سالِ طبع | کاوشِ دل سوزِ جان دردِ جگر رسم وفا
۱۳۰۶ھ

ازنتیجہ فکر شاعر خوش بیان محمد آل نبی خان ارمانؔ خلف الصدق احسانؔ شاہجہانپوری

جلالِ نامور کا چھپگیا وہ تیسرا دیوان | کہ جسکی سیر مین بالکل مزہ سیرِ چمن کا ہے | چمکتا ہے حسینون کی طرح ہر لفظ کا چہرہ
سیاہی مین مقرر نورِ شمعِ انجمن کا ہے | مری خامے نے اے ارمان سالِ عیسوی لکھا | یہ اندازِ کلامِ نازِ معشوقِ سخن کا ہے
۱۸۸۹ع

ازنتیجہ فکر سخنور جلیس تخلص محمد حسین جلیسؔ شاگرد یاسؔ لکھنوی

شدہ مطبوع دیوانِ جلالِ آن | کہ قربان شد بر و نظمِ ثریا | جلیس این مصرعِ تاریخ گفتم | کلامِ شاعرِ بے مثل و دانا
۱۳ھ

ازنتیجہ فکر شاعر بلاغت اساس سید یوسف حسین قیاسؔ خلف اکبر یاسؔ لکھنوی

میرے استاد کا دیوانِ سوم طبع ہوا | سرِ حساد کہ جاتے رہے پھر ہوش و حواس | مجکو تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے کہا | فکرِ رنگین کا یہ گلدستہ سوم تازہ قیاسؔ
۱۳۰۶ھ

بعد حمد و صلوٰۃ و منقبت سید الوصیین امیر المومنین غالب کل غالب علی ابن ابی طالب و جملہ ائمہ معصومین علیہم التحیات کے کمترین بندگان ایزد متعال ننگ سخنوران باکمال حکیم سید ضامن علی جلالؔ لکھنوی عرض کرتا ہے کہ ہیچمدان نے یہ تیسرا دیوان محض حسب فرمایش بندگان حضور عالیجناب معلی القاب فلک آب ہلال رکاب ولی نعمی نواب شیخ حسین میان بہادر دام ملکہم و اقبالہم والی ریاست منگرول علاقہ ملک کاٹھیاوار تصنیف کیا اور اسی قدردان اہل سخن و فیض رسان شعراے ازمن کی امداد و اعانت سے یہ معشوق سراپا ادا و محبوب ہوشربا بزم ناظران بالغ نظر و انجمن مشتاقان دیدہ ور مین چھپ کر جلوہ گر ہوا۔ خداوند سخن آفرین اُس ناطور رہ دلنشین کو مقبول طبایع سخن سنجان خوش مذاق آفاق فرمائے اور حساد بدبین کی چشم بد سے بچائے ؎

اطلاع

ناظرین بالغ نظر و دیدہ وران روشن گہر پر واضح ہو کہ اِس دیوان مین یہ ہیچمدان اِن الفاظ کو نہین لایا۔ (اور) واو عطف کا ترجمہ جو کبھی نع کے وزن پر بھی آجاتا ہے۔ (بر) اِلّا و مگر کے معنی پر جو حرف استثنا کا ہے۔ (رپہ) علے و بر و مگر کا ترجمہ۔ (تلک) تک کا مرادف الی و تا کا ترجمہ۔ (وہان) (یہان) جو فع یا فاع کے وزن پر آجاتے ہین (سے) جو لفظ طرح کے بعد آجاتا ہے۔ جیسے "اس طرح سے" "کس طرح سے" (سر) بالفتح جو فارسی مین ترجمہ بلس کا ہے صرف بدون ترکیب۔ (دگر) جو فارسی مین حرف شرط کا ہے۔ (شمشیر) تیر و تدبیر کے قافیے مین۔ (وصلت) جو وصل اور وصال کے مقام پر آجاتا ہے ؎

غلط نامہ دیوان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۰	نبا	نیا	۴۵	۶	تابان	تابان
۶	۱	رہے	رہی	۴۸	۲	برہمن	برہمن
۷	۹	کیجئے	کیجیے	۷	۷	[illegible]	[illegible]
۷	۱۵	بیوٹون	بیوٹون	۴۹	۵	دل لیجہ را	[illegible]
۸	۱۰	[illegible]	[illegible]	۵۱	۲۱	پکاری	پکارے
۹	۱۴	دیتے	دی	۵۲	۱۵	ناتوانی	ناتوانیں
۷	۲۱	[illegible]	[illegible]	۵۴	۲۱	تری	تری
۱۰	۱۹	[illegible]	بیان	۵۳	۸	مرا	مرے
۱۱	۲۱	کوری	کورے	۵۵	۷	محرمی	محرم کے
۱۵	۳	[illegible]	[illegible]	۵۸	۲	جمال عشق	جمال عاشق
۱۶	۲۱	[illegible]	[illegible]	۶۰	۱۶	[illegible]	[illegible]
۷	۷	پیاز	ناز	۶۲	۵	ترے	تری
۱۹	۱۰	[illegible]	[illegible]	۷	۹	[illegible]	[illegible]
۷	۷	[illegible]	[illegible]	۷	۱۳	ہمارا	تمہارا
		[illegible]	[illegible]	۶۳	۴	ندا	زنا
				۷	۹	اورن	اور
۲۱	۱۲	[illegible]	[illegible]	۷	۷	طوفاں	طوفان
۲۲	۱۵	[illegible]	[illegible]	۷	۷	[illegible]	[illegible]
۲۴	۱۰	[illegible]	[illegible]	۷	۱۳	کہا ہے	کیا ہے
۲۹	۷	[illegible]	[illegible]	۷	۲۱	[illegible]	[illegible]
۷	۹	[illegible]	[illegible]	۶۹	۷	رہا	رہے
۷	۱۰	[illegible]	[illegible]	۷	۱۳	[illegible]	[illegible]
۳۱	۱۱	[illegible]	[illegible]	۷۱	۴	زیدان	ویران
۷	۷	[illegible]	[illegible]	۸۲	۲۰	[illegible]	[illegible]
۳۶	۱۶	[illegible]	[illegible]	۷	۲۱	اچھی	اچھی
۳۰	۱۰	اپنی	اپنے	۹۳	۴	[illegible]	[illegible]
۷	۲۱	[illegible]	[illegible]	۸۸	۱۵	[illegible]	[illegible]
۳۱	۱۵	[illegible]	[illegible]	۹۲	۹	ادان	اذان
۳۲	۷	[illegible]	[illegible]	۹۳	۳	[illegible]	[illegible]
۳۳	۳	۴	آتی	۷	۱۲	[illegible]	عالم
۷	۱۳	اسا	[illegible]	۹۵	۱۹	دیوان	دیوان
				۹۶	۱۱	[illegible]	حواس

اشتہار [illegible] کتب مطبوعہ [illegible] صدی [illegible]

[illegible]

ایضاً

[illegible] وصحتی

[illegible]

کتب [illegible] قصیدہ جناب [illegible]

[illegible]

قیمت مع محصول [illegible]

[illegible] قیمت مع محصول [illegible]

شباب [illegible] دیوان اول [illegible] قیمت مع محصول [illegible]

[illegible] دیوان دوم [illegible] قیمت مع محصول ۱۲

ملنے کا پتہ [illegible] حکیم سید محمد مہدی [illegible] لکھنؤ [illegible]

اعلان

اس دیوان کی جسٹری ہو گئی ہے کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں وہ جو بعض دیوان پر فرد دستخط حکیم سید محمد مہدی کے نہ ہوں وہ مال سرقہ کا سمجھا جائے گا قیمت فی جلد مع محصول [illegible] میرے [illegible] لکھنؤ [illegible] حکیم سید محمد مہدی [illegible]